احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

اگست 2017ء

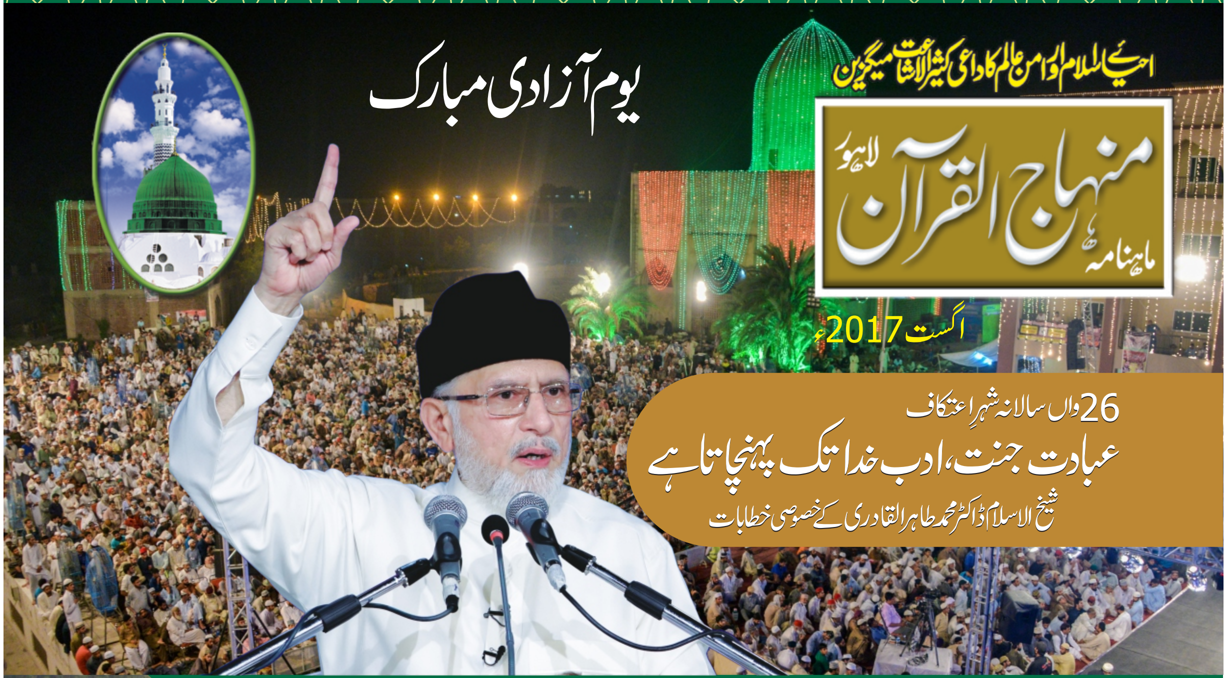

یوم آزادی مبارک

26واں سالانہ شہرِ اعتکاف

عبادت جنت، ادب خدا تک پہنچاتا ہے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خصوصی خطابات

محبتِ وطن

شرعی حیثیت - اِشکالات وحقائق

سپریم کورٹ سے جسٹس باقر نجفی کمیشن رپورٹ پبلک کرنے کا مطالبہ

پاکستان عوامی تحریک کا مال روڈ لاہور پر احتجاجی جلسہ

یادگارِ شہدائے انقلاب

تحریک منہاج القرآن کے زیراہتمام 26واں سالانہ شہراعتکاف 2017ء

تقریب رونمائی یادگار شہدائے انقلاب

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیرِ سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ

زیرِ نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

جلد 31 شمارہ 8 ذوالقعدۃ ۱۴۳۸ھ / اگست 2017ء

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: طالب حسین سواگی

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد فاروق رانا، عین الحق بغدادی
محمد رفیق نجم، محمد ندیم چودھری

مجلس مشاورت
صاحبزادہ فیض الرحمن درانی، خرم نواز گنڈا پور
احمد نواز انجم، جی ایم ملک، تنویر احمد خان
سرفراز احمد خان، منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، پروفیسر محمد نصراللہ معینی
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، علامہ شہزاد مجددی
محمد افضل قادری

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم — گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری — عکاسی: قاضی محمود الاسلام

حسنِ ترتیب

اداریہ۔ 71واں یومِ آزادی	چیف ایڈیٹر	3
(القرآن) اخلاقِ حسنہ۔ (شہرِ اعتکاف سے خطابات)	شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری	5
(الفقہ) محبتِ وطن: شرعی حیثیت۔ اشکالات و حقائق	مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی	12
26واں سالانہ شہرِ اعتکاف 2017ء (رپورٹ)	عین الحق بغدادی	19
شیخ الاسلام کی طبع ہونے والی نئی کتب۔ ایک تعارف	محمد فاروق رانا	24
شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے عوامی احتجاج (رپورٹ)	نوراللہ صدیقی	31
تقریبِ عرس حضرت فریدِ ملتؒ (رپورٹ)	حافظ عبدالقدیر	37

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

قیمت فی شمارہ: 35 روپے
سالانہ خریداری: 350 روپے

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ وریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک منہاج القرآن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

حمد باری تعالیٰ

مصلّے پر مری نمناک آنکھوں نے دعا لکھی
تمناؤں نے ہونٹوں پر مسلسل التجا لکھی

مدینے اور مکّے کی ہواؤں نے پسِ مژگاں
خدائے آسماں کی عجز سے حمد و ثنا لکھی

نبیؐ کے شہرِ دلکش میں ورق پر حمد سے پہلے
قلم نے عجزِ پیہم کی مسلسل انتہا لکھی

زمیں سے آسماں تک خوشبوئیں سجدے میں رہتی ہیں
صبا کے ہاتھ پر پھولوں نے تمجیدِ خدا لکھی

الٰہی! دے مجھے گرد و غبار وادیٔ بطحا
طبیبوں نے مرے نسخے میں ہے خاکِ شفا لکھی

شعورِ بندگی یا رب! عطا ہو میری نسلوں کو
مرے بچّوں نے ہر تختی پہ تیری ہی رضا لکھی

کھُلے توحید کے پرچم قلم کے لالہ زاروں میں
خدا نے نورِ اقرا سے شبِ غارِ حرا لکھی

مَیں اس کے بعد کیا مانگوں خدائے روز و شب تجھ سے
مری قسمت میں جب تُو نے ردائے مصطفیٰؐ لکھی

شرف دے کر دعاؤں کو قبولیت کا اللہ نے
غلامِ بے نوا کی شہرِ طیبہ میں قضا لکھی

ریاضؔ آؤ خدا سے عافیت کا سائباں مانگیں
یہ کیا دشت و صحرا میں ہمیں نے کربلا لکھی

﴿ریاض حسین چودھری﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

آؤ رب کے یار ﷺ کی باتیں کریں
بے مثل شاہکار کی باتیں کریں

نبیوں کے سردار ﷺ کی باتیں کریں
احمدِ ﷺ مختار کی باتیں کریں

جن کے فرمودات موہ لیتے دِل
اُس ﷺ حسیں گفتار کی باتیں کریں

جو رہے عشقِ نبی میں مضطرب
اُس دلِ بیمار کی باتیں کریں

یوں تو دنیا میں ہزاروں غار ہیں
اِقراء والی غار کی باتیں کریں

جن کا ذکرِ خیر خود اللہ کرے
کیوں نہ اُس سرکار ﷺ کی باتیں کریں

جیسا خُلق و پیار خود آقا ﷺ میں تھا
ویسے خُلق و پیار کی باتیں کریں

غم زدوں کے ہمدم و مونس رسول ﷺ
ساحؔر اُس ﷺ غم خوار کی باتیں کریں

(احسان حسن ساحؔر)

اداریہ

71 واں یومِ آزادی

آج ہم 71 واں یوم آزادی منا رہے ہیں، بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے قیام پاکستان سے قبل 101 باراور قیام پاکستان کے بعد 14 بار کہا کہ پاکستان کے دستور اور معاشرتی ڈھانچے کی بنیاد اسلامی اصولوں پر رکھی جائے گی۔ انہوں نے بار بار کہا کہ پاکستان میں قانون کی حکمرانی، انصاف، انسانی مساوات اور معاشی عدل کو یقینی بنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے ایسا پاکستان نہیں چاہیے جس میں وڈیرے، جاگیردار اور دولت مند بالادست طبقے مزارعوں، غریبوں کا استحصال کریں۔ 11 اگست 1947ء کی تقریر میں بانی پاکستان نے میثاق مدینہ کی طرز پر اقلیتوں کو برابر کے حقوق دینے کا عندیہ دیا اور سفارش، ذخیرہ اندوزی، سمگلنگ اور ناجائز منافع خوری کے خاتمے کا وعدہ کیا۔ آج اگر ہم بانی پاکستان کے تصور پاکستان اور زمینی حقائق کا جائزہ لیں تو ہمیں زمین اور آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ بانی پاکستان نے کہا تھا کہ قانون کی حکمرانی ہوگی، مگر آج قانون کی جگہ ’’ن‘‘ کی حکمرانی نے لے رکھی ہے۔ تمام ادارے، محبّ وطن سیاسی قوتیں ایک طرف مگر پاکستان کو لوٹنے والے ایک طرف کھڑے ہیں۔ حکومتیں انصاف کے عمل کو تیز تر کرنے کیلئے معاونت کرتی ہیں مگر موجودہ حکمران ہر سطح پر انصاف کی راہ میں روڑے اٹکا رہے ہیں۔ 71 ویں یوم آزادی کے موقع پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ عوام کرپشن کی ہوشربا کہانیوں کی زد پر ہیں۔ اپریل 2016ء میں پاناما لیکس منظر عام پر آئیں جن میں حکمران خاندان کی آف شور کمپنیوں کا ذکر تھا، وزیراعظم سے سوال کیا گیا کہ وہ پاناما لیکس، آف شور کمپنیوں اور لندن فلیٹس کی خریداری کی منی ٹریل دیں مگر وزیراعظم نے پارلیمنٹ سے خطاب، قوم سے دوبارہ خطاب اور پھر سپریم کورٹ اور جے آئی ٹی میں مسلسل 60 دن تک منی ٹریل کے حوالے سے جھوٹ بولا۔ پاناما تحقیقات کیلئے قائم جے آئی ٹی سے تعاون کرنے کے بجائے اس کا مذاق اڑایا گیا، ممبرز کو دھمکیاں دیں۔ یہ انتہائی بدقسمتی اور موجودہ جمہوری نظام کا کھوکھلا پن ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر جھوٹ بولتے ہیں اور پھر جھوٹ ثابت ہونے کے باوجود وزیراعظم مستعفی ہونے اور خود کو قانون کے حوالے کرنے کے بجائے ملک و قوم کو انتشار اور وسوسوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔

امید ہے ان سطور کی اشاعت تک پاناما کے منفی کردار اپنے انجام سے دوچار ہو چکے ہونگے تاہم یہ سوال اپنی جگہ بدستور قائم رہے گا کہ آخر کب تک قائداعظم کا پاکستان چوروں، لٹیروں کے رحم و کرم پر رہے گا؟ کب تک نوجوان ڈگریاں ہاتھوں میں تھامے خودکشیاں کرتے رہیں گے؟ مجید اچکزئی انسانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھ کر گاڑیوں تلے روندتے رہیں گے؟ ریاستی طاقت کے نشے میں مست حکمران سانحہ ماڈل ٹاؤن برپا کرتے رہیں گے؟ پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے غریب پٹرول اور آگ کی چادر اوڑھتے رہیں گے؟ سرکاری ادارے انصاف دینے کی بجائے سٹاک مارکیٹوں میں تبدیل ہوتے رہیں گے اور کب تک قوم کرپٹ عناصر سے جان چھڑوانے کی دعائیں کرتی رہے گی؟

قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 15 جولائی 2017ء کے دن مال روڈ لاہور پر عوامی تحریک کے احتجاجی جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے ایک فکر انگیز بات کی کہ پاناما کیس کے حوالے سے ایک فرد ہٹا اور اس کی جگہ کسی اور نے لے لی اور ظلم، لوٹ کھسوٹ کو تحفظ دینے والا یہ نظام قائم رہا تو یہ بہت بڑی بدقسمتی ہوگی۔ اگر ایسا ہوا تو پھر کل کو کوئی اور نواز شریف ملک لوٹے

گا، جے آئی ٹی بنے گی اور کرپشن کنگز کو ہٹانے کی مہم چلے گی، آخر ایسا کب تک ہوتا رہے گا؟

قائد انقلاب نے اس کا حل بھی دیا کہ لوٹ کھسوٹ، ظلم و جبر کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہر اس شخص کا کڑا احتساب کیا جائے جو حکومت یا پارلیمنٹ کا حصہ رہا یا آئندہ پارلیمنٹ کا حصہ بننے کا آرزومند ہے۔ اس سے اثاثوں اور اس کے لگژری رہن سہن کی منی ٹریل مانگی جائے اور جو اپنے ذرائع آمدن کے بارے میں پوچھے گئے سوالات کا جواب نہ دے سکے اسے جیل میں ڈالا جائے۔ قائداعظم کے پاکستان کو بچانے کی یہی ایک صورت ہے کہ بلاتفریق سب کا احتساب کیا جائے، آئین کے آرٹیکل 62 اور 63 پر اس کی روح کے مطابق عمل کیا جائے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انتخابی عمل میں ایسی اصلاحات لائی جائیں کہ کوئی چور ڈاکو اپنی حرام کی کمائی کے بل بوتے پر رائے عامہ خرید کر ریاست کے مقدس ایوانوں میں داخل نہ ہو سکے۔

بانی پاکستان نے انسانی مساوات کی بات کی تھی مگر پاکستان کے اندر دو پاکستان بنا دیئے گئے: ایک امیر کا پاکستان اور ایک غریب کا پاکستان۔ جس کے پاس بے پناہ پیسہ ہے وہ قانون سمیت سب کچھ خرید لیتا ہے اور ایک غریب کا پاکستان ہے جس میں غریب دوائی کے پیسے نہ ہونے کے باعث ہسپتال کی سیڑھیوں میں جان دے دیتا ہے اور لواحقین کے پاس لاش آبائی قبرستان تک لے جانے کے بھی پیسے نہیں ہوتے۔ جبکہ قائداعظم نے کہا تھا کہ مجھے ایسا پاکستان نہیں چاہیے جس میں وڈیرے، مزارعوں کا استحصال کریں مگر افسوس یہ ظلم اپنی پوری طاقت کے ساتھ ہو رہا ہے۔ گاڈ فادرز اور مافیا اس حد تک مضبوط ہو چکا ہے کہ ادارے ملک و قوم کے مفاد میں فیصلے کرتے ہوئے بھی سہمے ہوئے ہیں۔ ایک طبقہ نے پورے نظام کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ اس کی ایک جھلک پاناما کیس کی تحقیقات کے دوران دیکھی جا سکتی ہے۔

پاکستان کی سب سے بڑی عدالت نے حکمران خاندان کے احتساب کے لیے جے آئی ٹی بنائی اور تمام اداروں کو اس جے آئی ٹی سے تعاون کا حکم دیا مگر جے آئی ٹی نے اپنی رپورٹ میں لکھا کہ بعض اداروں نے پورا تعاون نہیں کیا اپنی پسند کی دستاویزات اور اس کے حصے دیے۔ پاناما تحقیقات نے ایک خاندان کے چہرے پر پڑا ہوا نقاب نہیں ہٹایا بلکہ اس پورے سسٹم کو ننگا کر دیا ہے۔ یقیناً قائداعظم کی روح یہ دلدوز مناظر دیکھ کر تڑپ رہی ہوگی۔ قائداعظم نے مساوات اور برابری کی بات کی تھی مگر قائداعظم کی مسلم لیگ کے نام پر ایک سیاسی لمیٹڈ کمپنی قائم کر لی گئی جس نے انصاف، قانون کی دھجیاں اڑائیں، دولت کے پہاڑ کھڑے کیے۔ پاناما کیس کے حوالے سے قائم جے آئی ٹی نے جب میاں نواز شریف کی صاحبزادی مریم صفدر کو طلب کیا تو حکومتی حواریوں نے ایک طوفان بدتمیزی برپا کر دیا اور کہا کہ بیٹیوں کا احترام تو سب کرتے ہیں مگر شکریہ قومی الیکٹرانک میڈیا کا جنہوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کی وہ فوٹیج حکمران خاندان کو دکھائی جس میں انہیں بتایا گیا کہ کس طرح قوم کی دو بیٹیوں تنزیلہ امجد اور شازیہ مرتضیٰ کو پنجاب پولیس نے بالوں سے پکڑا، ان کے چہرے سرکاری بندوقوں کی گولیوں سے چھلنی کیے اور اس ملک کا وزیراعظم اور صوبہ کا وزیراعلیٰ ان مناظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

71 ویں یوم آزادی پر دلی دعا ہے کہ اللہ قاتلوں، غاصبوں اور قومی خزانے کے لٹیروں سے پاکستان کو ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نجات دے۔ (آمین)

چیف ایڈیٹر

عبادت کا مقصود اخلاق میں بہتری لانا ہے

عبادت جنت، ادب و اخلاق خدا تک پہنچاتا ہے

حُسنِ خلق یہ ہے کہ جسم فرشی اور طبیعت عرشی ہو جائے

شہرِ اعتکاف سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے خطابات کا خلاصہ

ترتیب و تدوین محمد یوسف منہاجین / معاون: طالب حسین سواگی

اِمسال شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے شہرِ اعتکاف 2017ء میں ’’اخلاقِ حسنہ‘‘ کے موضوع پر انتہائی ایمان افروز تربیتی و اصلاحی خطابات فرمائے۔ ذیل میں اِن 9 خطابات کی تلخیص پر مبنی پہلا حصہ نذرِ قارئین ہے:

1۔ سیدنا علی علیہ السلام چشمۂ علم و ہدایت اور تعلیماتِ اہلِ بیت اطہار علیہم السلام

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے ۲۱ ویں شب رمضان 16 جون 2017ء کو شہرِ اعتکاف سے اپنے پہلے خطاب کے آغاز میں اعتکاف کی روح اور اجتماعی عبادات کے اثرات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت بایزید بسطامیؒ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے القاء فرمایا کہ ’’ماترید‘‘ تو کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ لَا اُرِیْدَ اِلَّا مَاتُرِیْد.

’’اے اللہ میں یہ چاہتا ہوں جو تو چاہتا ہے اس کے سواء کچھ نہ چاہوں‘‘۔

یہ الفاظ روحِ اعتکاف ہیں جو حضرت بایزید بسطامیؒ کی زبان سے ادا ہوئے۔ اعتکاف میں ظاہر و باطن معتکف رہے، گیان اور گمان/ دل و جان بھی معتکف رہے۔ اللہ کی غیر کوئی چیز آپ کے اور اللہ کے درمیان حائل نہ ہو۔ یہ کیفیت 10 دن جاری و طاری رہے۔ اجتماعی اعتکاف کا فائدہ یہ ہے کہ جب کثیر تعداد میں اللہ کے بندے جمع ہوکر اس کا ذکر کرتے ہیں تو وہ بھی عرش پر اپنے ملائکہ میں ان بندوں کا ذکر کرتا ہے۔ اس لئے کہ اس کا وعدہ ہے:

فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ. (البقرہ: ۱۵۲)

’’سوتم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا‘‘۔

جو اللہ کو یاد کرتا ہے اسے یقین ہونا چاہئے کہ اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں ہے کہ فرشتے بھی ذاکرینِ الٰہی کے ہم نشین ہوتے ہیں۔ تنہا ذکر و فکر کی اپنی اہمیت ہے مگر اجتماعی شکل میں ذکرِ الٰہی کی محفل میں بیٹھنے کا الگ رنگ ہے۔ ذاکرین کے ساتھ محض بیٹھنے والے بھی بخشے جاتے ہیں۔ یاد رکھیں! اجتماعیت میں فیض اور قبولیت بڑھ جاتی ہے۔

قرآن میں نماز تنہا پڑھنے والے کو بھی ’’اَعْبُدُ‘‘ کے بجائے ’’نَعْبُدُ‘‘ کہنے کا حکم ہے۔ تحریکِ منہاج القرآن کے زیرِ اہتمام شہرِ اعتکاف کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اَعْبُدُ کے بجائے نَعْبُدُ اور اَسْتَعِیْنُ کے بجائے ’’نَسْتَعِیْنُ‘‘ کا نظارہ عطا کرتا ہے۔ ’’میں‘‘ کو ’’ہم‘‘ میں گم کرنا سکھاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس اجتماعیت کا حصہ ہر ایک کو عطا فرمائے‘‘۔

ابتدائی گفتگو کے بعد شیخ الاسلام نے حضرت علی علیہ السلام کے یوم شہادت کی نسبت سے حضرت علی علیہ السلام کی انفرادی فضیلتوں اور اخلاق حسنہ پر ان کی تعلیمات کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

حضرت موسیٰؑ جب حضرت خضرؑ سے ملاقات کے لئے گئے

تو اللہ رب العزت نے اس ملاقات کو اِن الفاظ میں بیان فرمایا:

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا. (الکهف: ۶۵)

''تو دونوں نے (وہاں) ہمارے بندوں میں سے ایک (خاص) بندے (خضر علیہ السلام) کو پا لیا جسے ہم نے اپنی بارگاہ سے (خصوصی) رحمت عطا کی تھی اور ہم نے اسے علمِ لدنی (یعنی اَسرار و معارف کا اِلہامی علم) سکھایا تھا''۔

آیت مبارکہ میں مذکور ''رحمت'' سے ان کی ولایت کی طرف اشارہ ہے اور ''علم لدنی'' سے ان کے علم کی طرف اشارہ ہے۔ گویا ولایت اور علم حضرت خضرؑ کی خصوصیت بنا۔ معلوم ہوا کہ اللہ کا ولی کبھی جاہل نہیں ہوسکتا۔ وہ علم لدنی سے سرفراز ہوتا ہے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ جاہل کبھی ولی نہیں ہوسکتا۔ ولایت اور علم لازم و ملزوم ہیں۔ علمِ صحیح سے ولایت جنم لیتی ہے اور ولایت علمِ صحیح پر قائم ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ کے جمیع صحابہ کو طرح طرح کے فضائل حاصل تھے مگر ایک خصوصیت ایسی تھی جو حضرت علیؓ کو خصوصی طور پر حاصل تھی اور وہ یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کی ذات میں ولایت اور علم اس قدر جمع کیا گیا کہ صحابہ میں سے کوئی اور اس مقام کو نہ پہنچ سکا۔ آپؓ ولایت کا بھی منبع و چشمہ تھے اور علم کا بھی منبع و چشمہ تھے۔ گویا امت میں آپؓ کو ولایت و علم کا منبع بنادیا گیا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے غدیرخم کے مقام پر فرمایا:

الست اولیٰ بالمومنین من انفسهم؟ فقلنا بلی یارسول اللهﷺ، قال من کنت مولاه فعلی مولاه.

''کیا میں مومنین کی جانوں کا اُن سے زیادہ مالک نہیں ہوں؟ (صحابہ) نے عرض کیا، کیوں نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں جس کا مولیٰ ہوں، علیؓ بھی اس کے مولیٰ ہیں''۔

دوسرے مقام پر فرمایا:

اللهم وال من والاه وعاد من عاداه.

''اے اللہ! تو اس شخص سے محبت کر جو علیؓ کو محبوب رکھے اور اس شخص سے عداوت رکھ جو علیؓ سے عداوت رکھے''۔

یاد رہے کہ 12 بدری صحابہ سمیت 98 صحابہ کرامؓ نے اس حدیث کو روایت کیا اور سیکڑوں کتبِ حدیث میں اسے ائمہ حدیث نے بیان کیا۔ امام ابن عقدہؒ (تیسری/ چوتھی صدی) نے مذکورہ حدیث ''من کنت مولاه...'' کے 100 طرق اپنے ایک رسالہ میں جمع کئے۔ ان کے بعد علامہ ذہبیؒ (ساتویں صدی) نے اس حدیث کے 25 مزید طرق اپنی کتاب میں جمع کئے۔ اس طرح کل 125 طرق ہوگئے۔ اب اللہ نے ہمیں توفیق دی اور اس کے کرم و توفیق سے میں نے احادیث کے ذخائر کھنگالے اور اس حدیث کے مزید 28 طرق جمع کئے، اس طرح کل طرق 153 ہوگئے۔ ان تمام طرق سے روایات کو میں نے اپنی کتاب ''الکفایة فی حدیث الولایة'' میں جمع کردیا ہے۔

اس بات کو بیان کرنے کا مقصد ان لوگوں کے مغالطے کو دور کرنا ہے جو اس حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے۔ سن لیں! اس حدیث کے 153 طرق ہیں اور کئی طرق صحیح اور حسن ہیں۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شخصیت کا یہ ایک پہلو ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو منبعِ ولایت بنایا گیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آپ علمِ لدنی میں بےنظیر و بےمثال تھے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

انا مدینة العلم وعلی بابها۔

> **ولایت اور علم لازم و ملزوم ہیں۔ علمِ صحیح سے ولایت جنم لیتی ہے اور ولایت علمِ صحیح پر قائم ہوتی ہے۔**

''میں علم کا شہر ہوں اور علی اس شہرِ علم کا دروازہ ہیں''۔

یعنی جو میرے شہرِ علم میں داخل ہونا چاہے وہ اس دروازے سے آئے۔ گویا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے قطع تعلق کرنے والا علم اور ولایت سے بہرہ یاب نہیں ہوسکتا۔ جو حضرت علیؓ کی ولایت اور محبت سے کتراتا ہے وہ کبھی علمِ نبوت کے شہر میں داخل نہیں ہوسکتا۔ وہ علمِ نبوت سے محروم رہے گا۔

کثیر صحابہ کرامؓ نے مختلف الفاظ کے ساتھ مذکورہ حدیث کو روایت کیا ہے۔ اس حدیث کے تمام طرق بھی میں نے اپنی کتاب ''القول القیم فی باب مدینة العلم'' میں جمع کردیئے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ کسی نے حضور نبی اکرم ﷺ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

’’میری امت میں اللہ تعالیٰ نے علم وحکمت کے 10 حصے بنائے، علی کو اس علم وحکمت کے 9 حصے دیئے اور ایک حصہ ساری امت میں تقسیم کیا‘‘۔

پس امت میں نہ ولایت میں آپ ؓ کا کوئی ہم مرتبہ تھا اور نہ علم میں کوئی آپ ؓ کا ہم مرتبہ تھا۔

حضرت سعید بن المسیب ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق ؓ اس وقت سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ جب کوئی مشکل شرعی مسئلہ درپیش ہو اور حضرت علی ؓ موجود نہ ہوں۔ اس لئے کہ علمی مشکل حضرت علی ؓ کے بغیر حل نہیں ہوتی تھی۔

اس فرمانِ عمر ؓ کے مطابق حضرت علی ؓ ’’مشکل کشا‘‘ ثابت ہوتے ہیں۔ حضرت عمر ؓ فرماتے:

ادب کا معنی حسنِ سیرت ہے۔ ہر ایک کے ساتھ تعلق، معاملہ اور برتاؤ کی نوعیت کو جاننا ادب کہلاتا ہے

لَوْلاَ عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَر ’’اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا‘‘۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ ہر ہر حرف کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے، حضرت علی ؓ ہر ہر حرف کے ظاہر و باطن کا علم رکھتے ہیں۔ گویا علم قرآن کے ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔

☆ اخلاقِ حسنہ کی تعلیمات کے حوالے سے حضرت علی ؓ سے پوچھا گیا کہ اللہ کے ہاں اچھے لوگ کون ہیں؟ فرمایا: اللہ سے ڈرنے والے، علم اور تقویٰ کو جمع کرنے والے اور دلوں کو دنیا سے بے رغبت رکھنے والے سب سے زیادہ اچھے ہیں۔

☆ امام جعفر صادق ؓ سے پوچھا گیا کہ اچھے کون ہیں؟ فرمایا: جن میں درج ذیل پانچ خصلتیں ہوں وہ مقرب اور اچھے ہیں:

۱۔ اگر نیکی کریں تو ان کے دل میں فرحت ہو۔

۲۔ جب کوئی غلطی کریں تو اللہ کے حضور فوری معافی مانگیں۔

۳۔ نعمت پر شکر کریں۔ ۴۔ تکلیف پر صبر کریں۔

۵۔ زیادتی کرنے والے کو معاف کردیں۔

☆ حضرت امام حسن ؓ، حضرت علی ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اچھائیوں میں بہترین اچھائی اخلاق کا اچھا ہونا ہے۔

لوگو! اگر دوسروں کو معاف کرنے والے، محبت کرنے والے، دل کو وسیع کرنے والے اور اخلاق حسنہ کے مالک بن جاؤ گے تو یہ بہترین اچھائی ہے۔ اس لئے کہ **حسن الخلق راس لکل بر**۔ (حسن اخلاق ہر نیکی کا تاج/کمال ہے)۔ کوئی بھی عبادت اخلاق حسنہ کے بغیر مقبول نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کو ہماری عبادت کی کوئی حاجت نہیں بلکہ وہ ہمارے اخلاق سنوارنا چاہتا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ مخلوق خدا کے ساتھ بھلائی سے پیش آئیں۔ حضرت علی ؓ فرماتے ہیں:

جس کے اخلاق اچھے ہوگئے اس کی ساری زندگی سنور گئی۔

حدیث مبارک میں ہے کہ جس کے اخلاق اچھے ہوجائیں اگر اس کی عبادت کم بھی ہو تو پھر بھی اس کو قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ عطا کردیا جاتا ہے‘‘۔

2۔ اخلاقِ حسنہ دین کی روح ہیں

۲۲ ویں شبِ رمضان، 17 جون کو شہرِ اعتکاف سے دوسرے خطاب میں شیخ الاسلام نے **وَاِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم** کو موضوعِ گفتگو بناتے ہوئے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اس کثرت سے خصائل، صلاحیتیں، فضائل، خصلتیں اور سعادتیں عطا کی ہیں کہ جن کا کوئی شخص شمار نہیں کرسکتا۔ فضائل میں آپ ﷺ کی شان کو اللہ نے لامحدود بنایا اور ان کا ذکر بھی قرآن میں جابجا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنے دست قدرت سے سنوارا اور بنایا، لہذا آپ ﷺ کے سارے وصف عظیم ہیں، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کے کسی وصف کو عظیم نہیں کہا۔ کسی ایک وصف کا نام لے کر اللہ نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ خوبی عظیم ہے، سوائے ایک وصف کے اور وہ وصف اخلاق ہے۔ ارشاد فرمایا:

وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ. (القلم: ۴)

’’اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مزّین اور اَخلاقِ اِلٰہیہ سے متّصف ہیں)‘‘۔

انسان میں مختلف اوصاف/ خصائل ہوتے ہیں، ظاہری و باطنی خوبیاں بھی ہوتی ہیں مگر اللہ نے آپ ﷺ کی ساری خوبیوں میں سے خُلق کی خوبی کو چنا۔ آپ ﷺ کی رحمت کا ذکر کیا تو فرمایا: **وما ارسلنک الا رحمة للعالمین**، اسی طرح

آپ ﷺ کے توکل، صبر، شکر، یقین، صدق و اخلاص کا ذکر کیا مگر ان تمام اوصاف کی نسبت صرف اخلاق کو عظیم کہا۔

اس گفتگو کا مقصود یہ ہے کہ دین اور سنتِ نبوی میں اخلاق کی اہمیت کو سمجھا جائے۔ افسوس! ہم اس پہلو کو نظر انداز کر چکے ہیں۔ ایک لفظ ''خَلق'' ہے اور ایک لفظ ''خُلق'' ہے۔ خَلق ظاہر ہے اور خُلق باطن ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ اپنے خَلق میں بھی بے مثال ہیں اور خُلق میں بھی بے مثال ہیں۔

خُلق کا ایک معنی ''ادب'' بھی ہے۔ عرفِ عام میں ہم نے ادب کا معنی محدود کر دیا ہے جبکہ ادب کا تصور نہایت وسیع ہے۔ ادب کا معنی ''حسنِ سیرت'' ہے۔ ہر کسی کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ کا حسن ''ادب'' کہلاتا ہے۔ یہ ادب بندے کا اللہ کے ساتھ بھی ہے اور مخلوق کے ساتھ بھی ہے۔ گویا اللہ، دین، رسول، والدین، اولاد، دوستوں، غیر مسلموں، پڑوسیوں، نیکوں، بدوں ہر ایک کے ساتھ تعلق اور برتاؤ کی نوعیت کو جاننا ''ادب'' ہے۔ اصل میں ادب اور خُلق ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔

خوبصورتی، ہمہ گیر اور جامع توازن کا نام ہے۔ جس طرح انسانی جسم میں توازن ہے، اسی طرح انسان کے برتاؤ، طبیعت، اور مزاج میں بھی ایک توازن ہے۔ اگر ہمارے برتاؤ کے ہر پہلو میں توازن آجائے تو اس کو اخلاقِ حسنہ کہتے ہیں۔

ہمارا جسم مادی اور ارضی ہے۔ اس کے اندر اللہ نے روح کی شکل میں آسمان/ ملاء اعلیٰ رکھ دیا ہے۔ اندھیرے کے اندر نور رکھ دیا ہے۔ گویا انسان کے اندر زمین بھی ہے اور آسمان بھی ہے۔ یہ احسن تقویم بھی ہے اور اسفل سافلین ہے۔ اس جوڑ کے اندر گویا اوصاف و رذائل دونوں آئیں گے۔ زمینی خصلتوں میں سے جملہ رذائل حسد، لالچ، بغض، فریب، کینہ، خیانت، جھوٹ سب آئیں گے۔ ان تمام رذائل کا نمائندہ نفس ہے۔ دوسری طرف **فنفخت فیه من روحی** کا فیض بھی چونکہ انسان کو حاصل ہے۔ لہٰذا زمین میں آسمان گیا۔ روح اس جسم میں اپنے اوصاف لے کر آئی۔ اس کے اوصاف و خصلتیں، زمینی اوصاف و رذائل جیسے نہیں ہیں۔ روح ملاء اعلیٰ سے آئی ہے، اس نے وہاں ہر وقت اللہ کی تسبیح ہی سنی اور اللہ کے انوار، ملائکہ اور تجلیات ہی کو دیکھا تھا۔

اس دنیا میں جسم چاہتا ہے کہ انسان میری خصلتوں کے مطابق چلے۔ روح چاہتی ہے کہ انسان میری خصلتوں کے مطابق چلے۔ حُسنِ خُلق یہ ہے کہ جسم فرشی ہو اور طبیعت عرشی ہو۔ اس ملاپ سے یہ ہوگا کہ بشری پیکر میں عرش چلتا پھرتا نظر آئے گا، پھر زمین پر عرش کا سماں ہوگا۔ اس بندے کو اللہ کے حضور جھکنا آئے گا، اس کے اندر سے رذائل نکل جائیں گے۔ اس کا پیکر انسانی ہوگا مگر اندر کے احوال عرشی ہوں گے۔ اس توازن کو حسنِ اخلاق کہتے ہیں۔ باطنی انقلاب اخلاقِ حسنہ کے کامل ہونے سے آتا ہے اور اسی کا نام ولایت ہے۔

دینی عبادات کی روح بھی اخلاقِ حسنہ ہے۔ قرآن مجید میں ارکانِ اسلام میں سے نماز کے باطن کو یوں بیان کیا گیا:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ.

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے''۔

حالات و زمانے کے تغیر سے دین کی بنیادوں پر پڑنے والی گرد و غبار کو دور کرنا تجدیدِ دین ہے

(العنکبوت: ۴۵)

فحاشی اور برے اعمال سے رکنا نماز کی روح ہے۔ جو نماز فحاشی و منکر سے نہ روکے وہ مردہ نماز ہے۔ برے اخلاق فحاشی ہیں اور برے اعمال منکرات ہیں۔ غلط برتاؤ، سوچ کا گندا ہونا فحاشی ہے۔ تمام برے رویے فحاشی میں آتے ہیں۔ برے رویوں اور برے اعمال سے رکنا نماز کی روح ہے۔ گویا نماز کی روح اخلاق کو سنوارنا ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں اس شخص کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کی خاطر متواضع و منکسر ہوتا ہے۔ اور میری مخلوق پر ظلم نہیں کرتا، میری نافرمانیوں پر اصرار نہیں کرتا، مصیبتوں کے مارے پر رحم کرتا ہے۔ جس میں ایسے اوصاف پیدا ہوجائیں، ان ہی کی نماز قبول کرتا ہوں۔ گویا نماز جن لوگوں کی سیرت میں یہ تبدیلی پیدا نہ کرے تو ان کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ نماز فرض کرنے کا مقصد اخلاق سنوارنا ہے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تو ہماری عبادتوں کی محتاج نہیں۔ پھر اس نے ہمیں ان عبادات اور

اعمال میں کیوں ڈالا؟ ہم پر عبادت کا بوجھ کیوں ڈالا؟ اپنی ضرورت کے لئے یا ہماری ضرورت کے لئے؟

یاد رکھیں! عبادات اللہ کی ضرورت نہیں، وہ غنی و بے نیاز ہے۔ یہ ہماری ضرورت ہیں، اس لئے کہ وہ ہمارے اخلاق اور رویے سنوارنا چاہتا ہے کہ میں نے تو نماز فرض ہی اس لئے کی ہے تاکہ تم فحشاء اور منکرات سے بچ جاؤ، اگر مَن نہ بدلے تو تن کو مشکل میں ڈالنے کا کیا فائدہ۔

اسی طرح زکوٰۃ کی روح کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ کیا اڑھائی فیصد اللہ کی اپنی ضرورت ہے؟ نہیں، بلکہ اس سے وہ ہماری تطہیر و تزکیہ کرنا چاہتا ہے۔

یہی حقیقت اور روح دیگر عبادات میں بھی کارفرما ہے۔ تمام ارکانِ اسلام کا مقصود حُسنِ خلق پیدا کرنا ہے۔ حضور ﷺ کے مبعوث ہونے کا مقصد بھی انسانیت کے اخلاق سنوارنا ہے۔ پورا دین اخلاق سنوارنے کا نام ہے۔ جس کو حسنِ خلق نصیب ہوگیا، اسے پورا دین نصیب ہوگیا۔

یاد رکھیں! عرشی مقام پر عرشی طبیعتوں والے ہی جائیں گے۔ دین کی روح اخلاقِ حسنہ ہے۔ یہی وہ انقلاب ہے جسے ہمیں اپنی زندگیوں میں بپا کرنے کی ضرورت ہے''۔

3۔ اخلاقِ حسنہ ولایت کی اصل ہیں

۲۳ ویں شبِ رمضان، 18 جون کو شہرِ اعتکاف سے شیخ الاسلام نے اپنے تیسرے خطاب میں ''ادب'' کی وضاحت کی کہ ''ادب'' کیا ہے اور دین میں اس کی کیا حیثیت ہے؟ آپ نے فرمایا:

''ادب'' پوری سیرت پر حاوی ہے۔ سلف صالحین حُسنِ اخلاق اور ادب کو نہایت اہمیت دیتے۔ اخلاقِ حسنہ اور ادب جیسے موضوعات پر وعظ و تلقین اور تاکید کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے اور اسلاف کے درمیان کئی صدیوں کا فاصلہ آ گیا ہے، اس بناء پر ہماری ترجیحات بدل گئی ہیں۔ دین کا فہم اس فہم پر قائم نہ رہا جس پر قائم ہوا تھا۔ زمانے میں وقت کے ساتھ ساتھ تغیر و تبدیلی آتی ہے۔ مختلف ممالک کے حالات، ثقافت، حادثات، وقائع سے انسانی فکر پر اثرات پڑتے ہیں اور انسانی فکر متاثر ہوتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے دین کی تجدید کے لئے کیوں فرمایا کہ 100 سال بعد تجدید ہوگی۔ اس تجدید کی ضرورت کیوں پیش آتی ہے حالانکہ دین تو زندہ ہے؟

> **باطنی انقلاب اخلاقِ حسنہ کے کامل ہونے سے ہے اور اسی کا نام ولایت ہے۔ دینی عبادات کی روح بھی اخلاقِ حسنہ ہے۔**

تجدید کی ضرورت اس لئے پیش آتی ہے کہ حالات کے ساتھ سوچ، فکر، معاملات، فتاویٰ اور تصنیف و تالیف میں تبدیلی آتی رہتی ہے۔ عالم کے وعظ و تقریر اور فکر و تحقیق میں بھی تبدیلی آتی رہتی ہے۔ یہ تبدیلی اس ماحول کا اثر ہوتا ہے جس ماحول میں وہ زندہ رہ رہے ہوتے ہیں۔ ان حالات میں دین کی حفاظت کرنے والے اسی ماحول میں کھڑے ہوکر دین کے اصل چہرے کو بچاتے ہیں۔ اس لئے کہ اگر اساسی چیزوں کو اجاگر نہ کیا جائے تو یہ اساس اور بنیادیں آہستہ آہستہ زمانے کے حالات کے گرد و غبار کی نذر ہوجاتی ہیں۔ ان حالات میں ضرورت دین کے چہرہ پر پڑنے والی گرد و غبار کو ہٹانا ہے تاکہ دین کا چہرہ اسی طرح اُجلا ہوجائے جس طرح حضور نبی اکرم ﷺ نے عطا فرمایا تھا اور مجدد یہی خدمت سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔

یہ اسباق/ موضوعات جو میں آپ کو شہر اعتکاف میں یاد دلا رہا ہوں، یہ بھولا ہوا وہ سبق ہے جو زمانے کے گزرنے کے ساتھ ساتھ ہم فراموش کر بیٹھے ہیں۔ میں نئے زمانے میں چلتے چلتے آپ کو پرانے زمانے میں بھی لے کر چلتا ہوں اس لئے کہ نورِ حقیقت میں پرانے زمانوں سے ہی ملتا ہے۔ آیئے ''ادب'' کے حوالے سے اسلاف کے فرامین کا مطالعہ کرتے ہیں:

☆ امام ابن سیرینؒ (تابعی) فرماتے ہیں: پہلے زمانے کے اچھے لوگ (یعنی صحابہ کرام) جس طرح علم سیکھتے تھے، اسی طرح ادب اور اخلاق سیکھنے کا بھی اہتمام کرتے تھے۔

☆ امام حسن بصریؒ (تابعی) فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص گھر سے صرف ادب اور اخلاق سیکھنے کے لئے نکلے اور اس میں اس کے سالہا سال بھی بیت جائیں تو پھر بھی کم ہیں۔

☆ امام حبیب بن شہید البصریؒ اپنے بیٹے سے فرماتے ہیں: بڑے علماء/ صلحاء کی صحبت میں بیٹھا کر اور ان سے صرف علم ہی

نہیں بلکہ ادب اور اخلاق بھی سیکھ۔ اگر تم سفر کرکے احادیث سیکھ کر آؤ تو مجھے اس سے زیادہ پسند یہ ہے کہ تم اخلاق سیکھ کر آؤ۔

☆ اولیاء فرماتے ہیں: اگر تو ادب و اخلاق (اچھے برتاؤ) کا ایک باب سیکھ لے تو یہ علم کے 70 ابواب سیکھنے سے بہتر ہے۔

یاد رکھیں! علم کا معنی ''جاننا'' ہے اور اس علم کا استعمال ''ادب و اخلاق'' ہے۔ یعنی قرآن و حدیث سے حاصل ہونے والے علم کو دنیا میں استعمال کیسے کرنا ہے؟ اس کے متعلق ادب اور اخلاق ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔

☆ امام ابوعلی الدقاقؒ فرماتے ہیں: بندہ اپنی عبادت کے ذریعے جنت تک تو جاسکتا ہے مگر خدا تک نہیں جاسکتا۔ خدا تک

جس کے اخلاق اچھے ہوجائیں اگر اس کی عبادت کم بھی ہو تو پھر بھی اس کو قائم اللیل اور صائم النہار کا درجہ عطا کردیا جاتا ہے۔

جانے کے لئے ادب و اخلاق کا درست ہونا ضروری ہے۔

☆ امام شافعی کو ان کے استاد نے فرمایا: علم اور ادب و اخلاق کا جوڑ آپس میں اس طرح ہے کہ علم نمک کے برابر اور ادب و اخلاق آٹے کی طرح ہو۔

افسوس! ہم ادب و اخلاق کے حوالے سے غفلت کا شکار ہیں۔ علم، کتاب کے بغیر نہیں آتا جبکہ ادب و اخلاق محض ادب و اخلاق والوں کو دیکھنے اور ان کے ساتھ بیٹھنے سے بھی آجاتا ہے۔ ادب و اخلاق کا راستہ آسان ہے مگر شرط یہ ہے کہ مقصد واضح ہونا چاہئے۔ ہم جہاں بھی جاتے ہیں بس چلے جاتے ہیں، ہمیں معلوم نہیں کہ کیا لینے جاتے ہیں۔ جب مقصد قائم ہوجاتا ہے تو سفر آسان ہوجاتا ہے۔ ہم وعظ و تلقین سُن کر صرف ''واہ واہ'' کرتے ہیں جبکہ ضرورت ادب و اخلاق کے گھونٹ پینے کی ہے۔ زندگی اور سیرت میں ادب و اخلاق آجائیں تو علم کا چشمہ بھی پھوٹ جاتا ہے جبکہ محض علم جتنا مرضی پڑھ لیں، اس سے ادب کا دروازہ نہیں کھلتا۔ جس نے ادب و اخلاق کو نظر انداز کردیا، اس کو پلٹادیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ ادب و اخلاق دین کی روح ہے۔

اسی ادب و اخلاق پر احادیث اور ائمہ اسلاف کے اقوال پر مبنی میری تصوف پر عربی زبان میں چار کتب ان شاء اللہ جلد آرہی ہیں، اس میں ایک کتاب ''الرقائق والحقائق'' ہے۔ یہ تمام اقوال میں نے تفصیلی اس کتاب کے مقدمہ میں درج کئے ہیں۔

☆ کبار اولیاء سے پوچھا گیا کہ مخلوق سے اچھا ادب و اخلاق کا برتاؤ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا:

۱۔ مخلوق کی جفا کو ماتھے پر شکن لائے بغیر قبول کرلینا حسن خلق ہے۔ یعنی جفائے خَلق سے نفس متاثر نہ ہو۔ جبکہ ہمارے جھگڑے کا آغاز ہی یہاں سے ہوتا ہے کہ اس نے میرے ساتھ یہ کیا ہے، لہٰذا میں اس کو معاف نہیں کرسکتا۔ حسنِ اخلاق یہ ہے کہ ملال کے بغیر دوسرے کی زیادتی کو قبول کرلیا جائے۔

۲۔ مخلوق سے اچھا ادب برتنا یہ ہے کہ تو دوسرے کے ساتھ جتنی بھلائی کرے وہ تجھے قلیل نظر آئے اور اگر دوسرا تجھ سے بھلائی کرے اگرچہ وہ رائی کے برابر ہو مگر پھر بھی وہ تجھے پہاڑ کی طرح نظر آئے۔ اگر زاویہ نگاہ یہ ہوجائے تو یہ حسن خلق ہے۔

۳۔ بوجھل/ تکلیف دہ چیزوں کو مسکراتے چہروں سے برداشت کرنا حسنِ خلق ہے۔

۴۔ کسی کو تکلیف نہ دی جائے مگر دوسروں سے تکلیف ملے تو اسے برداشت کیا جائے۔

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مومنین میں سے اس کا ایمان اعلیٰ ہے جس کا اخلاق سب سے اعلیٰ ہے۔

۶۔ حضور ﷺ نے فرمایا: دو خصلتیں مومن کے دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ ۱۔ کنجوسی ۲۔ بداخلاقی۔

یعنی جس کو کنجوس دیکھو تو جان جاؤ کہ اس کے مال میں کمی نہیں بلکہ ایمان میں کمی ہے۔ اس لئے کہ سخاوت مال سے نہیں بلکہ دلوں کے حال سے متعلق ہے۔ اس لئے دل کا حال بدلو، نفوس کو سخی کرو۔

۷۔ حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں: جو اپنے غم کا زیادہ ذکر کرے وہ شخص اچھے اخلاق والا نہیں۔ اس لئے کہ وہ دوسروں کی فکر نہیں کرے گا، اپنے غموں کو ہی لے کر بیٹھا رہے گا۔

۸۔ پوچھا سوئے خلق کیا ہے؟ فرمایا: جس کو دوسرے کی بداخلاقی نظر آئے وہ حسنِ اخلاق کا مالک نہیں۔ اس لئے کہ جس کو اپنے عیب نظر آجائیں وہ دوسروں کے عیب کی طرف نظر نہیں کرتا۔

۹۔ امام محاسبیؒ نے فرمایا: پہلے زمانے میں تین چیزیں ہوتی

تھیں مگر اب اس زمانہ میں نہ رہیں:

i۔ خوبصورت چہرہ، خوبصورت کردار کے ساتھ

ii۔ خوبصورت اخلاق، دین کی پختگی کے ساتھ

iii۔ خوبصورت بھائی چارہ، بددیانتی سے پاک

۱۰۔ تصوف، حسنِ اخلاق کا نام ہے۔ جو اخلاق میں اچھا، وہ تصوف میں اچھا ہے۔

میں نے عظیم ذخیرہ حدیث پر مشتمل اپنی تالیفات جامع السنۃ اور معارج السنن کی تیاری کے دوران 6/5 لاکھ احادیث کے ذخیرہ کو کھنگالا مگر میری نظر سے ایک بھی حدیث ایسی نہیں گزری جس میں آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہو کہ تم میں سب سے زیادہ ایمان والا وہ ہے جس کی عبادات، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ سب سے زیادہ ہوں۔ جس جگہ بھی دیکھا زیادہ اور کامل ایمان کو حسنِ اخلاق کی شرط سے مشروط پایا۔

☆ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: حسنِ اخلاق کا حامل قیامت کے دن آقا ﷺ کی قربت میں بٹھایا جائے گا اور قائم اللیل اور صائم النہار میں شمار ہوگا۔

حسنِ اخلاق کے حامل کو اللہ کی قربت اور عرش کا سایہ ملے گا نیز اسے جنت کے چشموں سے سیراب کیا جائے گا

☆ ایک اور مقام پر حضور ﷺ نے فرمایا:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق.

"مجھے مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہے"۔

گویا حضور ﷺ نے دوہرا کام کیا کہ بندے کو اللہ کا ادب کرنا بھی سکھایا اور بندے کو بندوں کا ادب و اخلاق کرنا بھی سکھایا۔ حقوق اللہ کی کوتاہی تو اللہ معاف کردیتا ہے مگر حقوق العباد میں کوتاہی اللہ بھی اس وقت تک معاف نہیں کرتا جب تک بندہ معاف نہیں کرتا۔ معلوم ہوا حسنِ اخلاق عظیم امور میں سے ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بندے کے لئے اللہ کی سب سے بڑی عطا خلقِ حسن ہے۔ حسنِ اخلاق کا حامل اللہ کی قربت میں رہائش پائے گا، عرش کا سایہ پائے گا اور جنت کے چشموں سے سیراب کیا جائے گا"۔

(جاری ہے) ❁❁❁❁❁

منہاج کالج فارویمن راولپنڈی کیمپس

FA,FSc,ICS BA,BSc,BS

(Physics,Maths,English,Computer,Ecnomics)

الشہادۃ الثانویہ، الشہادۃ العالیہ

میٹرک میں 75% مارکس لینے والی طالبات کے لئے

لیپ ٹاپ بطور انعام

رجسٹریشن جاری ہے

ضرورت برائے اساتذہ

درج ذیل مضامین میں

MA,MSc,MPhil

فی میل اساتذہ کی ضرورت ہے

علوم شریعہ، بیالوجی، فزکس کیمسٹری

ہاسٹل کی سہولت موجود ہے

منہاج ایجوکیشنل کمپلیکس چاہواں

0513710044,03360927727

الفقہ

آپ کے فقہی مسائل

محبتِ وطن

شرعی حیثیت - اِشکالات وحقائق

مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی

سوال: محبتِ وطن کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا وطن سے محبت کرنا جائز ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلّل حکم درکار ہے۔

جواب: انسان کیا حیوان بھی جس سرزمین میں پیدا ہوتا ہے، اُس سے محبت واُنس اس کی فطرت میں ہوتی ہے۔ چرند، پرند، درند حتیٰ کہ چیونٹی جیسی چھوٹی بڑی کسی چیز کو لے لیجئے، ہر ایک کے دل میں اپنے مسکن اور وطن سے بے پناہ اُنس ہوتا ہے۔ ہر جاندار صبح سویرے اٹھ کر روزی پانی کی تلاش میں زمین میں گھوم پھر کر شام ڈھلتے ہی اپنے ٹھکانے پر واپس آجاتا ہے۔ ان بے عقل حیوانات کو کس نے بتایا کہ ان کا ایک گھر ہے، ماں باپ اور اولاد ہے، کوئی خاندان ہے؟ اپنے گھر کے در و دیوار، زمین اور ماحول سے صرف حضرتِ انسان کو ہی نہیں بلکہ حیوانات کو بھی اُلفت ومحبت ہوجاتی ہے۔

قرآن کریم اور سنّتِ مقدسہ میں اس حقیقت کو شرح و بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ ذیل میں ہم اِس حوالے سے چند نظائر پیش کرتے ہیں تاکہ نفسِ مسئلہ بخوبی واضح ہوسکے۔

محبتِ وطن: قرآن کی روشنی میں

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو اپنی مقبوضہ سرزمین میں داخل ہونے اور قابض ظالموں سے اپنا وطن آزاد کروانے کا حکم دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَo (المائدة، ٥:٢١)

’’اے میری قوم! (ملک شام یا بیت المقدس کی) اس مقدس سرزمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ نے تمہارے لیے لکھ دی ہے اور اپنی پشت پر (پیچھے) نہ پلٹنا ورنہ تم نقصان اٹھانے والے بن کر پلٹو گے‘‘o۔

۲۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا شہر مکہ کو امن کا گہوارہ بنانے کی دعا کرنا درحقیقت اس حرمت والے شہر سے محبت کی علامت ہے۔ قرآن فرماتا ہے:

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّاجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَo (إبراهيم، ١٤:٣٥)

’’اور (یاد کیجیے) جب ابراہیم (علیہ السلام) نے عرض کیا: اے میرے رب! اس شہر (مکہ) کو جائے امن بنا دے اور مجھے اور میرے بچوں کو اس (بات) سے بچالے کہ ہم بتوں کی پرستش کریں‘‘۔

۳۔ اور اپنی اولاد کو مکہ مکرمہ میں چھوڑنے کا مقصد بھی اپنے محبوب شہر کی آبادکاری تھا۔ انہوں نے بارگاہِ الٰہ میں عرض کیا:

رَبَّنَآ اِنِّیْٓ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَo (إبراهيم، ١٤:٣٧)

’’اے ہمارے رب! بے شک میں نے اپنی اولاد (اسماعیل علیہ السلام) کو (مکہ کی) بے آب و گیاہ وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے پاس بسا دیا ہے، اے ہمارے رب! تاکہ وہ نماز قائم رکھیں پس تو لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دے کہ وہ شوق ومحبت کے ساتھ ان کی طرف مائل رہیں اور انہیں (ہر طرح کے) پھلوں کا رزق عطا فرما، تاکہ وہ شکر بجالاتے رہیں‘‘o۔

۴۔ سورہ توبہ کی درج ذیل آیت میں مَسٰكِن سے مراد مکانات بھی ہیں اور وطن بھی ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَo (التوبة، ٩:٢٤)

''(اے نبی مکرم!) آپ فرما دیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے، اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا''۔

اللہ تعالیٰ نے یہاں محبتِ وطن کی نفی نہیں فرمائی صرف وطن کی محبت کو اللہ اور رسول ﷺ اور جہاد پر ترجیح دینے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا اس آیت سے بھی وطن سے محبت کا شرعی جواز ملتا ہے۔

۵۔ وطن سے ناحق نکالے جانے والوں کو دفاعی جنگ لڑنے کی اجازت قرآن مجید میں یوں مرحمت فرمائی گئی ہے:

اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا ط وَاِنَّ اللهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ o نِالَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللهُ. (الحج، ٢٢:٣٩-٤٠)

''ان لوگوں کو (فتنہ و فساد اور استحصال کے خلاف دفاعی جنگ کی) اجازت دے دی گئی ہے جن سے (ناحق) جنگ کی جا رہی ہے اس وجہ سے کہ ان پر ظلم کیا گیا، اور بے شک اللہ ان (مظلوموں) کی مدد پر بڑا قادر ہےo (یہ) وہ لوگ ہیں جو اپنے گھروں سے ناحق نکالے گئے صرف اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارا رب اللہ ہے (یعنی انہوں نے باطل کی فرمانروائی تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا)''۔

۶۔ اسی طرح حضرت موسیٰ ؑ کے بعد بنی اسرائیل جب اپنی کرتوتوں کے باعث ذلت و غلامی کے طوق پہنے بے وطن ہوئے تو ٹھوکریں کھانے کے بعد اپنے نبی یوشع یا شمعون یا سموئیل ؑ سے کہنے لگے کہ ہمارے لئے کوئی حاکم یا کمانڈر مقرر کر دیں جس کے ماتحت ہو کے ہم اپنے دشمنوں سے جہاد کریں اور اپنا وطن آزاد کروائیں۔ نبی ؑ نے فرمایا: ایسا تو نہیں ہوگا کہ تم پر جہاد فرض کر دیا جائے اور تم نہ لڑو؟ اس پر وہ کہنے لگے:

مَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ط فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ط وَاللهُ عَلِيْمٌ م بِالظّٰلِمِيْنَo (البقرة، ٢:٢٤٦)

''ہمیں کیا ہوا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ کریں حالاں کہ ہمیں اپنے وطن اور اولاد سے جدا کر دیا گیا ہے، سو جب ان پر (ظلم و جارحیت کے خلاف) قتال فرض کر دیا گیا تو ان میں سے چند ایک کے سوا سب پھر گئے، اور اللہ ظالموں کو خوب جاننے والا ہے''۔

مذکورہ بالا آیت میں وطن اور اولاد کی جدائی کروانے والوں کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔

۷۔ اسی طرح درج ذیل آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے دیگر نعمتوں کے ساتھ مسلمانوں کو آزاد وطن ملنے پر شکر بجا لانے کی ترغیب دلائی ہے:

وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِى الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰكُمْ وَاَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَo (الأنفال، ٨:٢٦)

''اور (وہ وقت یاد کرو) جب تم (مکی زندگی میں عدداً) تھوڑے (یعنی اقلیّت میں) تھے ملک میں دبے ہوئے تھے (یعنی معاشی طور پر کمزور اور استحصال زدہ تھے) تم اس بات سے (بھی) خوفزدہ رہتے تھے کہ (طاقتور) لوگ تمہیں اچک لیں گے (یعنی سماجی طور پر بھی تمہیں آزادی اور تحفظ حاصل نہ تھا) پس (ہجرت مدینہ کے بعد) اس (اللہ) نے تمہیں (آزاد اور محفوظ) ٹھکانا (وطن) عطا فرما دیا اور (اسلامی حکومت و اقتدار کی صورت میں) تمہیں اپنی مدد سے قوت بخش دی اور (مواخات، اموالِ غنیمت اور آزاد معیشت کے ذریعے) تمہیں پاکیزہ چیزوں سے روزی عطا فرما دی تا کہ تم (اللہ کی بھرپور بندگی کے ذریعے اس کا) شکر بجا لاسکو''۔

مذکورہ بالا سات آیاتِ قرآنیہ سے وطن کے ساتھ محبت

کرنے، وطن کی خاطر ہجرت کرنے اور وطن کی خاطر قربان ہونے کا شرعی جواز ثابت ہوتا ہے۔

محبتِ وطن: احادیث مبارکہ کی روشنی میں

احادیث مبارکہ میں بھی اپنے وطن سے محبت کی واضح نظائر ملتی ہیں، جن سے محبتِ وطن کی مشروعیت اور جواز کی مزید وضاحت ہوتی ہے۔

۱۔ حدیث، تفسیر، سیرت اور تاریخ کی تقریباً ہر کتاب میں یہ واقعہ مذکور ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ پر نزولِ وحی کا سلسلہ شروع ہوا تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔ ورقہ بن نوفل نے حضور نبی اکرم ﷺ سے نزولِ وحی کی تفصیلات سن کر تین باتیں عرض کیں کہ (۱) آپ کی تکذیب کی جائے گی یعنی آپ کی قوم آپ کو جھٹلائے گی، (۲) آپ کو اذیت دی جائے گی اور (۳) آپ کو اپنے وطن سے نکال دیا جائے گا۔ اِس طرح ورقہ بن نوفل نے بتایا کہ اعلانِ نبوت کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ کو اپنی قوم کی طرف سے کن کن مسائل کا سامنا کرنا پڑے گا۔

امام سہیلی نے الروض الأنف میں باقاعدہ یہ عنوان باندھا ہے: حُبُّ الرَّسُوْلِ ﷺ وَطَنَهُ (رسول ﷺ کی اپنے وطن کے لیے محبت)۔ اس عنوان کے تحت امام سہیلی لکھتے ہیں کہ جب ورقہ بن نوفل نے آپ ﷺ کو بتایا کہ آپ کی قوم آپ کی تکذیب کرے گی تو آپ ﷺ نے خاموشی فرمائی۔ ثانیاً جب اس نے بتایا کہ آپ ﷺ کی قوم آپ ﷺ کو تکلیف و اذیت میں مبتلا کرے گی تب بھی آپ ﷺ نے کچھ نہ کہا۔ تیسری بات جب اس نے عرض کی کہ آپ ﷺ کو اپنے وطن سے نکال دیا جائے گا تو آپ ﷺ نے فوراً فرمایا:

أَوَ مُخْرِجِيَّ هُمْ؟

''کیا وہ مجھے میرے وطن سے نکال دیں گے''؟

یہ بیان کرنے کے بعد امام سہیلی لکھتے ہیں:

فَفِيْ هٰذَا دَلِيْلٌ عَلٰى حُبِّ الْوَطَنِ وَشِدَّةِ مُفَارَقَتِهٖ عَلَى النَّفْسِ.

(الروض الأنف للسهيلي، ۱: ۴۱۳-۴۱۴۔ طرح التثريب في شرح التقريب للعراقي، ۴: ۱۸۵)

''اِس میں آپ ﷺ کی اپنے وطن سے شدید محبت پر دلیل ہے اور یہ کہ اپنے وطن سے جدائی آپ ﷺ پر کتنی شاق تھی''۔

اور وطن بھی وہ متبرک مقام کہ اللہ تعالیٰ کا حرم اور اس کا گھر پڑوس ہے جو آپ ﷺ کے محترم والد حضرت اسماعیل علیہ السلام کا شہر ہے۔ آپ ﷺ نے پہلی دونوں باتوں پر کوئی ردِعمل ظاہر نہیں فرمایا لیکن جب وطن سے نکالے جانے کا تذکرہ آیا تو فوراً فرمایا کہ کیا میرے دشمن مجھے یہاں سے نکال دیں گے؟ حضور نبی اکرم ﷺ کا سوال بھی بہت بلیغ ہے۔ آپ ﷺ نے الفِ اِستفہامیہ کے بعد واؤ کو ذکر فرمایا اور پھر نکالے جانے کو مختص فرمایا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ واؤ سابقہ کلام کو ردّ کرنے کے لیے آتی ہے اور مخاطب کو یہ شعور دلاتی ہے کہ یہ اِستفہام اِنکار کی جہت سے ہے یا اِس وجہ سے ہے کہ اُسے دکھ اور تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ گویا اپنے وطن سے نکالے جانے کی خبر حضور نبی اکرم ﷺ پر سب سے زیادہ شاق گزری تھی۔

امام زین الدین العراقی نے بھی یہ سارا واقعہ اپنی کتاب 'طرح التثریب فی شرح التقریب (۴: ۱۸۵)' میں بیان کرتے ہوئے وطن سے محبت کی مشروعیت کو ثابت کیا ہے۔

۲۔ یہی وجہ ہے کہ ہجرت کرتے وقت رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تھا:

مَا أَطْيَبَكِ مِنْ بَلَدٍ وَأَحَبَّكِ إِلَيَّ، وَلَوْلَا أَنَّ قَوْمِي أَخْرَجُوْنِي مِنْكِ مَا سَكَنْتُ غَيْرَكِ.

(سنن الترمذی، ۵: ۷۲۳، رقم: ۳۹۲۶۔ صحیح ابن حبان، ۹: ۲۳، رقم: ۳۷۰۹۔ المعجم الکبیر للطبرانی، ۱۰: ۲۷۰، رقم: ۱۰۶۳۳)

''تُو کتنا پاکیزہ شہر ہے اور مجھے کتنا محبوب ہے! اگر میری قوم تجھ سے نکلنے پر مجھے مجبور نہ کرتی تو میں تیرے سوا کہیں اور سکونت اختیار نہ کرتا''۔

یہاں حضور نبی اکرم ﷺ نے صراحتاً اپنے آبائی وطن مکہ مکرمہ سے محبت کا ذکر فرمایا ہے۔

۳۔ اِسی طرح سفر سے واپسی پر حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنے وطن میں داخل ہونے کے لئے سواری کو تیز کرنا بھی وطن سے محبت کی ایک عمدہ مثال ہے۔ گویا حضور نبی اکرم ﷺ وطن کی

محبت میں اتنے سرشار ہوتے کہ اس میں داخل ہونے کے لیے جلدی فرماتے، جیسا کہ حضرت انس ﷺ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ، فَنَظَرَ إِلٰى جُدُرَاتِ الْمَدِيْنَةِ، أَوْضَعَ رَاحِلَتَهُ، وَإِنْ كَانَ عَلٰى دَابَّةٍ، حَرَّكَهَا مِنْ حُبِّهَا.

(صحيح البخاري، ٢: ٦٦٦، رقم: ١٧٨٧۔ مسند أحمد بن حنبل، ٣: ١٥٩، رقم: ١٢٦٤٤۔ سنن الترمذي، ٥: ٤٩٩، رقم: ٣٤٤١)

”حضور نبی اکرم ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے ہوئے مدینہ منورہ کی دیواروں کو دیکھتے تو اپنی اونٹنی کی رفتار تیز کر دیتے، اور اگر دوسرے جانور پر سوار ہوتے تو مدینہ منورہ کی محبت میں اُسے ایڑی مار کر تیز بھگاتے تھے“۔

اِس حدیث مبارک میں صراحتاً مذکور ہے کہ اپنے وطن مدینہ منورہ کی محبت میں حضور نبی اکرم ﷺ اپنے سواری کی رفتار تیز کر دیتے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس کی شرح کرتے ہوئے لکھا ہے:

وَفِي الْحَدِيثِ دَلَالَةٌ عَلٰى فَضْلِ الْمَدِينَةِ، وَعَلٰى مَشْرُوعِيَّةِ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِيْنِ إِلَيْهِ. (فتح الباری، ٣: ٦٢١)

”یہ حدیث مبارک مدینہ منورہ کی فضیلت، وطن سے محبت کی مشروعیت و جواز اور اس کے لیے مشتاق ہونے پر دلالت کرتی ہے“۔

۴۔ ایک اور روایت میں حضرت انس بن مالک ﷺ فرماتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ خیبر کی طرف نکلا تاکہ آپ ﷺ کی خدمت کرتا رہوں۔ جب آپ ﷺ خیبر سے واپس لوٹے اور آپ ﷺ کو اُحد پہاڑ نظر آیا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ.

”یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم بھی اس سے محبت رکھتے ہیں“۔

اس کے بعد اپنے دستِ مبارک سے مدینہ منورہ کی جانب اشارہ کر کے فرمایا:

اللّٰهُمَّ! إِنِّي أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا كَتَحْرِيمِ إِبْرَاهِيمَ مَكَّةَ. اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي صَاعِنَا وَمُدِّنَا.

(صحيح البخاري، ٣: ١٠٥٨، رقم: ٢٧٣٢۔ صحيح مسلم، ٢: ٩٩٣، رقم: ١٣٦٥)

”اے اللہ! میں اس کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان والی جگہ کو حرم بناتا ہوں جیسے ابراہیم ﷺ نے مکہ مکرمہ کو حرم بنایا تھا۔ اے اللہ! ہمیں ہمارے صاع اور ہمارے مُدّ میں برکت عطا فرما“۔

یہ اور اس جیسی متعدد احادیث مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ اپنے وطن مدینہ منورہ کی خیرو برکت کے لیے دعا کرتے جو اپنے وطن سے محبت کی واضح دلیل ہے۔

۵۔ حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ پہلا پھل دیکھتے تو حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوتے۔ حضور نبی اکرم ﷺ اسے قبول کرنے کے بعد دعا کرتے: اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت عطا فرما۔ ہمارے (وطن) مدینہ میں برکت عطا فرما۔ ہمارے صاع میں اور ہمارے مدّ میں برکت عطا فرما۔ اور مزید عرض کرتے:

اللّٰهُمَّ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ عَبْدُكَ وَخَلِيلُكَ وَنَبِيُّكَ، وَإِنِّي عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَإِنَّهُ دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَإِنِّي أَدْعُوكَ لِلْمَدِينَةِ بِمِثْلِ مَا دَعَاكَ لِمَكَّةَ وَمِثْلِهِ مَعَهُ.

(صحيح مسلم، ٢: ١٠٠٠، رقم: ١٣٧٣)

”اے اللہ! ابراہیم ﷺ تیرے بندے، تیرے خلیل اور تیرے نبی تھے اور میں بھی تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں۔ انہوں نے مکہ مکرمہ کے لیے دعا کی تھی۔ میں ان کی دعاؤں کے برابر اور اس سے ایک مثل زائد مدینہ کے لیے دعا کرتا ہوں (یعنی مدینہ میں مکہ سے دوگنا برکتیں نازل فرما)“۔

حضرت ابو ہریرہ ﷺ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد آپ ﷺ کسی چھوٹے بچے کو بلا کر وہ پھل دے دیتے۔

۶۔ وطن سے محبت کا ایک اور انداز یہ بھی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وطن کی مٹی بزرگوں کے لعاب اور رب تعالیٰ کے حکم سے بیماروں کو شفا دیتی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ ﷺ روایت کرتی ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيضِ: بِسْمِ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

(صحيح البخاري، ٥: ٢١٦٨، رقم: ٥٤١٣۔ صحيح

مسلم، ٤: ١٧٢٤، رقم: ٢١٩٤)

''حضور نبی اکرم ﷺ مریض سے فرمایا کرتے تھے: اللہ کے نام سے شروع، ہماری زمین (وطن) کی مٹی ہم میں سے بعض کے لعاب سے ہمارے بیمار کو، ہمارے رب کے حکم سے شفا دیتی ہے''۔

۷۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ کوئی شخص مکہ مکرمہ سے آیا اور بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا کہ مکہ کے حالات کیسے ہیں؟ جواب میں اُس شخص نے مکہ مکرمہ کے فضائل بیان کرنا شروع کیے تو رسول اللہ ﷺ کی چشمانِ مقدسہ آنسوؤں سے تر ہوگئیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا تُشَوِّقْنَا يَا فُلَانُ.

''اے فلاں! ہمارا اِشتیاق نہ بڑھا''۔

جب کہ ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اُسے فرمایا:

دَعِ الْقُلُوْبَ تَقِرُّ. (شرح الزرقاني على الموطا، ٤: ٢٨٨۔ السيرة الحلبية، ٢: ٢٨٣)

''دلوں کو اِستقرار پکڑنے دو (یعنی انہیں دوبارہ مکہ کی یاد دلا کر مضطرب نہ کرو)''۔

اِزالۂ اِشکال

وطن سے محبت کے حوالے سے ایک اِشکال کا اِزالہ بھی اَز حد ضروری ہے۔ اِس ضمن میں بالعموم ایک روایت quote کی جاتی ہے جس کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ.

''وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے''۔

حالاں کہ یہ حدیثِ نبوی نہیں ہے بلکہ من گھڑت (موضوع) روایت ہے۔

۱۔ امام صغانی نے اسے 'الموضوعات (ص:۵۳، رقم:۸۱)' میں درج کیا ہے۔

۲۔ امام سخاوی نے 'المقاصد الحسنة (ص:۲۹۷)' میں لکھا ہے:

لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ، وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ.

میں نے اس پر کوئی اطلاع نہیں پائی اگرچہ معناً یہ کلام درست ہے (کہ وطن سے محبت رکھنا جائز ہے)۔

۳۔ ملا علی القاری نے 'المصنوع (ص:۹۱، رقم:۱۰۶)' میں لکھا ہے کہ حفاظِ حدیث کے ہاں اِس قول کی کوئی اَصل نہیں ہے۔

۴۔ ملا علی القاری نے ہی اپنی دوسری کتاب 'الأسرار المرفوعة في أخبار الموضوعة (ص:۱۸۰، رقم:۱۶۴)' میں لکھا ہے:

قَالَ الزَّرْكَشِيُّ: لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ.

امام زرکشی کہتے ہیں: میں نے اِس پر کوئی اِطلاع نہیں پائی ہے۔

وَقَالَ السَّيِّدُ مُعِيْنُ الدِّيْنِ الصَّفَوِيُّ: لَيْسَ بِثَابِتٍ.

سید معین الدین صفوی کہتے ہیں: یہ ثابت نہیں ہے (یعنی بے بنیاد ہے)۔

وَقِيْلَ: إِنَّهُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ.

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ سلف صالحین میں سے بعضوں کا قول ہے۔

۵۔ اِسی لیے ملا علی القاری نے لکھا ہے:

إِنَّ حُبُّ الْوَطَنِ لَا يُنَافِي الْإِيْمَانَ. (الأسرار المرفوعة في أخبار الموضوعة: ١٨١، رقم: ١٦٤)

''وطن سے محبت ایمان کی نفی نہیں کرتی (یعنی اپنے وطن کے ساتھ محبت رکھنے سے بندہ دائرۂ ایمان سے خارج نہیں ہوجاتا)''۔

۶۔ علامہ زرقانی 'الموطا' کی شرح میں لکھتے ہیں:

وَأَخْرَجَ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: أَصَابَتِ الْحُمَّى الصَّحَابَةَ حَتّٰى جُهِدُوا مَرَضًا.

''ابن اِسحاق نے الزہری سے روایت کی، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ بخار نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دبوچ لیا یہاں تک کہ وہ بیماری کے سبب بہت لاغر ہوگئے''۔

اس قول کی تفصیل بیان کرتے ہوئے علامہ زرقانی رقم طراز ہیں:

قَالَ السُّهَيْلِيُّ: وَفِي هٰذَا الْخَبَرِ وَمَا ذُكِرَ مِنْ حَنِيْنِهِمْ

إِلٰى مَكَّةَ مَا جُبِلَتْ عَلَيْهِ النُّفُوسُ مِنْ حُبِّ الْوَطَنِ وَالْحَنِينِ إِلَيْهِ. (شرح الزرقاني على الموطا، ٤: ٢٨٧-٢٨٨)

امام سہیلی فرماتے ہیں: اِس بیان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مکہ مکرمہ سے والہانہ محبت اور اشتیاق کی خبر ہے کہ وطن کی محبت اور اس کی جانب اِشتیاق اِنسانی طبائع اور فطرت میں ودیعت کردیا گیا ہے (اور اِسی جدائی کے سبب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیمار ہوئے تھے)۔

۷۔ قرآن حکیم کی سب سے معروف اور مستند لغت یعنی **المفردات** کے مصنف امام راغب اصفہانی نے اپنی کتاب ’**محاضرات الأدباء** (۲:۶۵۲)‘ میں وطن کی محبت کے حوالے سے بہت کچھ لکھا ہے۔ ان کی گفت گو کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

لَوْلَا حُبُّ الْوَطَنِ لَخَرِبَتْ بِلَادُ السُّوْءِ. وَقِيْلَ: بِحُبِّ الْأَوْطَانِ عِمَارَةُ الْبُلْدَانِ.

’’اگر وطن کی محبت نہ ہوتی تو پسماندہ ممالک تباہ و برباد ہوجاتے (کہ لوگ انہیں چھوڑ کر دیگر اچھے ممالک میں جا بستے، اور نتیجتاً وہ ممالک ویرانیوں کی تصویر بن جاتے)۔ اسی لیے کہا گیا ہے کہ اپنے وطنوں کی محبت سے ہی ملک و قوم کی تعمیر و ترقی ہوتی ہے‘‘۔

۸۔ اس کے بعد امام راغب اصفہانی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب ایک شخص نے اپنا رزق کم ہونے کی شکایت کی تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا:

لَوْ قَنِعَ النَّاسُ بِأَرْزَاقِهِمْ قُنُوعَهُمْ بِأَوْطَانِهِمْ.

’’کاش! لوگ اپنے رِزق پر بھی ایسے ہی قانع ہوتے جیسے اپنے اَوطان (یعنی آبائی ملکوں) پر قناعت اختیار کیے رکھتے ہیں‘‘۔

۹۔ اِسی طرح جب ایک دیہاتی شخص سے پوچھا گیا کہ وہ کس طرح دیہات کی سخت کوش اور جفاکشی و رِزق کی تنگی والی زندگی پر صبر کرلیتے ہیں تو اس نے جواب دیا:

لَوْلَا أَنَّ اللهَ تَعَالٰى أَقْنَعَ بَعْضَ الْعِبَادِ بِشَرِّ الْبِلَادِ، مَا وَسِعَ خَيْرُ الْبِلَادِ جَمِيْعَ الْعِبَادِ.

’’اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو پسماندہ مقامات پر قائل نہ فرمائے تو ترقی یافتہ مقامات تمام لوگوں کے لیے تنگ پڑ جائیں‘‘۔

یعنی اگر سارے مقامی باشندے اپنے آبائی علاقوں کی پسماندگی و جہالت اور غربت و محرومیوں کے باعث ترقی یافتہ علاقوں کی طرف ہجرت کرتے رہیں تو ایک وقت آئے گا کہ ترقی یافتہ علاقے بھی گوناگوں مسائل کا شکار ہوجائیں گے اور اپنے رہائشیوں کے لیے تنگ پڑ جائیں گے۔

۱۰۔ اِس کے بعد امام راغب اصفہانی نے **فَضْلُ مَحَبَّةِ الْوَطَنِ** (وطن سے محبت کی فضیلت) کے عنوان سے ایک الگ فصل قائم کرتے ہوئے لکھا ہے:

حُبُّ الْوَطَنِ مِنْ طِيْبِ الْمَوْلِدِ.

’’وطن کی محبت اچھی فطرت و جبلت کی نشانی ہے‘‘۔

مراد یہ ہے کہ عمدہ فطرت والے لوگ ہی اپنے وطن سے محبت کرتے اور اس کی خدمت کرتے ہیں۔ ایسے لوگ اپنے وطن کی نیک نامی اور اَقوامِ عالم میں عروج و ترقی کا باعث بنتے ہیں نہ کہ ملک کے لیے بدنامی خرید کر اس پر دھبہ لگاتے ہیں۔

۱۱۔ ابوعمرو بن العلاء نے کہا ہے:

مِمَّا يَدُلُّ عَلٰى كَرَمِ الرَّجُلِ وَطِيْبِ غَرِيْزَتِهِ حَنِيْنُهُ إِلٰى أَوْطَانِهِ وَحُبُّهُ مُتَقَدِّمِي إِخْوَانِهِ وَبُكَاؤُهُ عَلٰى مَا مَضٰى مِنْ زَمَانِهِ. (محاضرات الأدباء للراغب الأصفهاني، ٢: ٦٥٢)

’’آدمی کے معزز ہونے اور اس کی جبلت کے پاکیزہ ہونے پر جو شے دلالت کرتی ہے وہ اس کا اپنے وطن کے لیے مشتاق ہونا اور اپنے دیرینہ تعلق داروں (یعنی اعزاء و اقرباء، رفقاء و دوست احباب اور پڑوسی وغیرہ) سے محبت کرنا اور اپنے سابقہ زمانے (کے گناہوں اور معصیات) پر آہ و زاری کرنا (اور ان کی مغفرت طلب کرنا) ہے‘‘۔

۱۲۔ اِسی لیے بعض فلاسفہ کا کہنا ہے:

فِطْرَةُ الرَّجُلِ مَعْجُوْنَةٌ بِحُبِّ الْوَطَنِ.

(محاضرات الأدباء للراغب الأصفهاني، ٢: ٦٥٢)

’’فطرتِ اِنسان کو وطن کی محبت سے گوندھا گیا ہے (یعنی وطن کی محبت انسانی خمیر میں رکھ دی گئی ہے)‘‘۔

۱۳۔ ابن خیر الاشبیلی (م ۵۰۲ھ) نے ’**الفہرسة** (ص: ۳۴۳، رقم: ۱۰۰۶)‘ میں لکھا ہے کہ دوسری تیسری صدی

ہجری کے معروف امام ابو عثمان عمرو بن بحر الجاحظ (۱۵۹-۲۵۵ھ) نے وطن کی محبت پر ایک مکمل رسالہ لکھا ہے، جس کا نام ہے: کتاب حب الوطن۔ ابن خیر الاشبیلی (م۵۰۲ھ) نے 'الفهرسة (ص:۳۴۳، رقم:۱۰۰۶)' میں اس رسالے کی پوری سند کو بیان کیا ہے۔ ۱۹۸۲ھ میں یہ رسالہ لبنان کے دار الکتاب العربی سے الحنین إلی الأوطان کے عنوان سے طبع ہو چکا ہے۔ گویا مسلم محققین اوائل اسلام سے ہی وطن سے محبت کے موضوع پر لکھتے آ رہے ہیں۔

خلاصہ کلام

قرآن و حدیث اور تاریخ اِسلام کے درج بالا صریح دلائل سے معلوم ہوا کہ وطن سے محبت ایک مشروع اور جائز عمل ہے کیونکہ یہ ایک فطری اور لازم امر ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری سورۃ التوبۃ کی آیت نمبر۲۴ کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس آیت مبارکہ میں چھ طرح کی دنیاوی محبتوں کا بیان ہے: (۱) اولاد کی والدین سے محبت؛ (۲) والدین کی اولاد سے محبت؛ (۳) بیوی کی محبت؛ (۴) رشتہ داروں کی محبت؛ (۵) نوکری، کاروبار اور تجارت کی محبت؛ (۶) گھروں اور وطن کی محبت۔ اگر یہ ساری محبتیں مل کر یعنی ان محبتوں کا total aggregate اور سب شدتیں مل کر اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور جہاد کی محبت سے بڑھ جائیں، اللہ کے دین کی محبت سے بڑھ جائیں تو پھر اپنے انجام کا انتظار کرنا چاہیے۔ یہ ایک categorical declaration ہے۔ لیکن اگر یہ تمام دنیاوی محبتیں اپنی limit میں ہیں اور غالب محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ہی ہے تو یہ ساری محبتیں بھی اُسی لافانی محبت کے تابع ہوجاتی ہیں۔ [محبت کے حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا یہ تفصیلی مضمون اگست 2017ء کے 'دخترانِ اِسلام' میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔]

لہٰذا ہمیں جان لینا چاہیے کہ وطن سے محبت کے بغیر کوئی قوم آزادانہ طور پر عزت و وقار کی زندگی گزار سکتی ہے نہ اپنے وطن کو دشمن قوتوں سے محفوظ رکھ سکتی ہے۔ جس قوم کے دل میں وطن کی محبت نہیں رہتی پھر اُس کا مستقبل تاریک ہو جاتا ہے اور وہ قوم اور ملک پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ وطن سے محبت ہرگز خلافِ اِسلام نہیں ہے اور نہ ہی یہ ملتِ واحدہ کے تصور کے منافی ہے، کیونکہ ملتِ واحدہ کا تصور سرحدوں کا پابند نہیں ہے بلکہ یہ اَفکار و خیالات کی یک جہتی اور اِتحاد کا تقاضا کرتا ہے۔ مصورِ پاکستان نے کیا خوب فرمایا ہے:

جہانِ تازہ کی اَفکارِ تازہ سے ہے نمود
کہ سنگ و خشت سے ہوتے نہیں جہاں پیدا

ہمیں اپنے وطنِ عزیز سے ٹوٹ کر محبت کرنی چاہیے اور اس کی تعمیر و ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔ وطن سے محبت صرف جذبات اور نعروں کی حد تک ہی نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہمارے گفتار اور کردار میں بھی اس کی جھلک نظر آنی چاہیے۔ ہمیں ایسے عناصر کی بھی شناخت اور سرکوبی کے اقدامات کرنے چاہییں جو وطنِ عزیز کی بدنامی اور زوال کا باعث بنتے ہیں۔ ایسے حکمرانوں سے بھی چھٹکارے کے لیے جدوجہد کرنی چاہیے جو وطنِ عزیز کو لوٹنے کے درپے ہیں اور آئے روز اس کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔

ایسے حکمرانوں سے نجات دلانے کیلئے سرگرمِ عمل ہونا چاہیے جو اپنے وطن سے زیادہ دوسروں کی وفاداری کا دم بھرتے ہیں اور وطنِ عزیز کی سلامتی کے درپے رہتے ہیں۔ معاشرے کے اَمن کو غارت کرنے والے عناصر کو ناسور سمجھ کر کیفرِ کردار تک پہنچانے میں اپنا بھرپور قومی کردار ادا کرنا چاہیے۔ وطن کا وقار، تحفظ، سلامتی اور بقا اِسی میں ہے کہ لوگوں کے جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہوں۔ وطن کی ترقی اور خوش حالی اسی میں ہے کہ ہمیشہ ملکی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دی جائے اور ہر سطح پر ہر طرح کی کرپشن اور بدعنوانی کا قلع قمع کیا جائے۔ معاشرے میں امن و امان کا راج ہو۔ ہر طرح کی ظلم و زیادتی سے خود کو بچائیں اور دوسروں کو بھی محفوظ رکھیں۔

آج پاکستان کے اکہترویں (71st) یوم آزادی پر ہمیں خود اِحتسابی کی اَشد ضرورت ہے کہ ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہم نے اب تک اپنے وطنِ عزیز کے لیے کیا کیا ہے؟ اس کی ترقی میں کتنا حصہ لیا ہے؟ قوم کے لیے کیا کیا ہے؟ عوامی بہبود اور

خدمتِ انسانیت کے لیے کیا کیا ہے؟ وطنِ عزیز کے غیر مسلم شہریوں کی خاطر کیا کام کیا ہے؟ ان کے تحفظ اور ترقی کے لیے کون سے اِقدامات اٹھائے گئے ہیں؟ عوامی بیداری کی مہم میں کس حد تک حصہ لیا ہے؟ قوم کا شعور بیدار کرنے کی خاطر کیا قربانیاں دی ہیں؟ اِس ملک کو لوٹنے والوں کے خلاف کس حد تک جد و جہد کی ہے؟ پوری دنیا میں وطنِ عزیز کی جگ ہنسائی کرانے والے سیاست دانوں اور حکمرانوں کے خلاف عوام میں کس حد تک شعور بیدار کیا ہے؟ کہاں کہاں اپنے ذاتی مفادات کو قومی مفادات کی خاطر قربان کیا ہے؟

خدا کرے کہ مری اَرضِ پاک پر اُترے
وہ فصلِ گل جسے اَندیشۂ زوال نہ ہو

❁❁❁❁❁

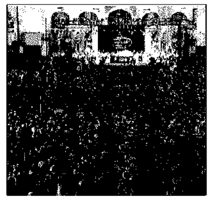

شہرِ اعتکاف

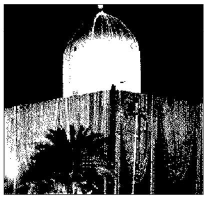

شیخ الاسلام کی سنگت میں تعلق باللہ

ربط رسالت ﷺ کے روح پرور شب و روز

رپورٹ: عین الحق بغدادی

امسال بھی تحریک منہاج القرآن کے زیر اہتمام مکۃ المکرّمہ اور مدینۃ المنورہ کے بعد دنیا کے سب سے بڑے اعتکاف کا اہتمام کیا گیا تھا۔ تحریک منہاج القرآن کے لوگ بالخصوص اور عامۃ الناس بالعموم پورا سال رمضان کے آخری عشرے میں منعقدہ اس اجتماعی اعتکاف کے انتظار میں رہتے ہیں۔ اس انتظار کی سب سے بڑی وجہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی سنگت میں تعلق باللہ، ربطِ رسالت اور رجوع الی القرآن کے پیغام کی طرف متوجہ ہونے کے خوبصورت لمحات کا حصول ہوتا ہے۔ دوسری کئی وجوہات میں سے ایک اہم ترین وجہ انفرادی واجتماعی طور پر روحانی و اخلاقی تربیت کا اہتمام ہے جو شرکاء اعتکاف کو آنے والے اعتکاف تک انفرادی، عائلی اور اجتماعی زندگی اسلامی اصولوں کے مطابق گزارنے کیلئے مہمیز کا کام دیتا ہے۔ زندگیوں میں عشق و محبت الٰہی کی شمع روشن ہوتی ہے اور اخلاقی و روحانی تربیت کا بندوبست ہوتا ہے۔ یہ شیخ الاسلام مجدد رواں صدی کا طرہ امتیاز ہے کہ انہوں نے اجتماعی اعتکاف کی طرح ڈالی، جس میں آنے والا ہر فرد اجتماع میں رہ کر بھی انفرادی تربیت کے مراحل سے گزرتا ہے۔ تعلق باللہ اور ربطِ رسالت سے لو لگانے کے بعد دنیا کی رنگینیوں اور ہوسِ نفس کے پیچھے بھاگنے والوں کی صف میں شامل ہونے کے بجائے اپنے آپ کو خلوت میں محسوس کرتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے اس کا تعلق بغیر کسی دنیاوی لالچ کے قائم ہوتا ہے۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی اعتکاف کی سب سے اہم خصوصیت شیخ الاسلام کے خطابات تھے جن سے نہ صرف شرکائے اعتکاف مستفید ہوتے ہیں بلکہ دیگر افراد بھی اپنی علمی پیاس بجھاتے ہیں۔ اس سال کے اعتکاف کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ شیخ الاسلام کے خطابات سے نہ صرف شرکاء اعتکاف مستفید ہوتے رہے بلکہ پاک نیوز کی لائیو ٹرانسمیشن کی وجہ سے آپ کے خطابات گھروں میں بیٹھے ہر جگہ سنے جارہے تھے۔ اس بار خطابات کا موضوع وقت کے تقاضوں کے مطابق معاشرے کی اخلاقی ابتری کو مدنظر رکھتے ہوئے اس بیماری کے تدارک کیلئے ''اخلاق حسنہ'' رکھا گیا تھا۔ جو 9 دن جاری رہا۔ ہر خطاب اپنی ضرورت کے تحت اتنا اہم تھا کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر مجلّہ منہاج القرآن کے ایڈیٹوریل بورڈ نے فیصلہ کیا کہ ان خطابات کی سمری رپورٹ دو حصوں میں ان صفحات پر شائع کی جائے گی (اِن میں سے ایک حصہ آپ گذشتہ صفحات پر ملاحظہ فرما چکے ہیں) اور بعد ازاں ہر ماہ ان خطابات کو سلسلہ وار شائع بھی کیا جائے گا۔ لہٰذا خطابات کے علاوہ شہرِ اعتکاف کے باقی امور ہماری اس رپورٹ کا حصہ ہوں گے۔

اس سال اعتکاف کی لائیو کوریج کا اہتمام ایک اہم پیش رفت تھی جس کی وجہ سے پاکستان و بیرون ملک تحریکی و غیر تحریکی افراد براہ راست اس اعتکاف سے منسلک تھے۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ اعتکاف کے شرکاء صرف وہ ہزاروں لوگ نہیں تھے جو جسمانی و ذہنی طور پر اعتکاف گاہ میں موجود تھے بلکہ وہ لاکھوں افراد بھی اس اجتماعی اعتکاف میں شریک تھے جو

پاک نیوز کی لائیو نشریات کے ذریعہ اس روحانی اجتماع کی برکتوں اور شیخ الاسلام کے خطابات سے مستفید ہو رہے تھے۔ نشرو

شہرِ اعتکاف زندگیوں میں عشق و محبت الٰہی کی شمع روشن کرنے اور اخلاقی و روحانی تربیت سے سیرت و کردار کو سنوارنے کا پیغام دیتا ہے۔

اشاعت اور تبلیغ اسلام میں انفارمیشن ٹیکنالوجی کا درست استعمال بھی مجدد رواں صدی کا خاصہ ہے کہ وہ دنیا کے جس بھی کونے میں ہوں وہیں بیٹھے پوری دنیا کو اپنے گرد جمع کر لیتے ہیں۔

اس اعتکاف کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی تھی کہ شرکاء کی زیادہ تعداد خواتین، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ اور یوتھ لیگ کے پلیٹ فارم سے شرکت کرنے والے نوجوانوں پر مشتمل تھی۔ خواتین اور نوجوانوں کی بڑی تعداد میں شرکت ان کی دین، تحریک منہاج القرآن اور شیخ الاسلام کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اعتکاف کے ان دس دنوں کو منظّم کرنے کیلئے معتکفین کو مکمل ضابطہ مہیا کیا جاتا ہے جس میں صبح جاگنے سے رات کے سونے تک کا ٹائم ٹیبل دیا جاتا ہے جس میں ذکر و اذکار، تلاوت قرآن، نمازیں اور دیگر انفرادی و اجتماعی وظائف و محافل کا بندوبست ہوتا ہے۔ مرکزی نظامت اجتماعات کے ذریعہ مختلف کمیٹیوں کی صورت میں اعتکاف گاہ کو منظّم کرنے کیلئے مختلف بلاکس اور حلقہ جات میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں ہونے کے باوجود اکا دکا شکایت کا موقع بھی نہ ملنا اچھے انتظامات کی علامت ہے۔

شہرِ اعتکاف کی جملہ راتوں میں بالعموم اور طاق راتوں میں بالخصوص محافل قرات و نعت کا اہتمام کیا گیا جس میں ملک بھر سے قراء اور نعت خواں حضرات نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ شہرِ اعتکاف میں یوں تو تحریک منہاج القرآن کی ہر نظامت اور ہر فورم مستعد ہوتا ہے اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن طور پر سرانجام دینے کے لئے کوشاں نظر آتا ہے مگر نظامتِ دعوت، تربیت اور تنظیمات کے ذمہ داران کی مصروفیات شہر اعتکاف میں بہت زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ نظامت دعوت و تربیت کے ناظمین جملہ شرکاء اعتکاف کی علمی، فکری اور اخلاقی رہنمائی کے لئے حلقہ جات کا انعقاد کرنے، شہرِ اعتکاف کے روحانی ماحول کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے اور معتکفین کو شیڈول کے مطابق معمولات کی پابندی کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔

محترم مفتی عبدالقیوم خاں ہزاروی کی فقہی نشست شرکاءِ اعتکاف کے لئے اپنے دنیاوی و دینی معاملات کی انجام دہی کے لئے راہنمائی فراہم کرتی ہے۔ اسی طرح نظامتِ تنظیمات کے جملہ ذمہ داران بھی تمام معتکفین سے فرداً فرداً رابطے میں رہتے ہیں، اس لئے کہ انہی احباب کی کاوشوں سے ہی شہر اعتکاف میں ہزاروں کی تعداد میں معتکفین کی شرکت یقینی ہوتی ہے۔

اسی طرح شہر اعتکاف میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری، محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی، محترم خرم نواز گنڈا پور اور جملہ نائب ناظمین اعلیٰ تحریک نے شرکاءِ اعتکاف سے علاقائی بنیادوں پر بھی الگ الگ ملاقاتیں کیں۔

اجتماعی اعتکاف کے انتظامی امور پر مزید قاضی مجیب کی لکھی تحریر جسے سوشل میڈیا پر بڑی پذیرائی ملی کا خلاصہ پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ لکھتے ہیں:

''چند دن شہر اعتکاف لاہور کا وزٹ کیا۔ میں شہر اعتکاف کو تنقیدی نقطہ نظر سے دیکھنے گیا تھا لہذا میں نے اعتکاف کے لئے مخصوص وزٹنگ کارڈ لینے سے انکار کر دیا، جس پر سکیورٹی نے مجھے روکا۔ میں نے سوچا تھا مجھے بہت سخت ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا مگر میں حیران رہ گیا مجھے عزت سے صوفے پر بٹھا کر انہوں نے خود میرا کارڈ بنوایا، گویا ابتدا ہی اچھی ہوئی۔ مجھے بتایا گیا کہ اس شہر اعتکاف میں ہزاروں لوگ معتکف ہیں، لہذا پہلے دن میں ان کی افطاری دیکھنا چاہتا تھا۔ سینکڑوں دیگیں پکی تھیں، ہر حلقے (کمرے) کا نمائندہ لائن میں کھڑا تھا اور اپنی باری کا انتظار کر رہا تھا۔ میرے ذہن میں اچانک ایک چال آئی میں نے ایک بالٹی اٹھائی اور لائن کو چیرتے ہوئے آگے چلا گیا، میرے ذہن میں اس کا ردعمل بھی تھا اور میں اس کے لیے تیار بھی تھا، سب نے نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھا اور مسکرا کر ایک ایک قدم سب

کثیر تعداد میں خواتین اور نوجوانوں کی شہرِ اعتکاف میں شرکت ان کی دین، تحریک اور شیخ الاسلام کے ساتھ محبت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

پیچھے ہوگئے۔ میں حیرت زدہ تھا مگر ان کو اشتعال دلانا چاہتا تھا۔ مجھ سے دیگ سے سالن ڈالنے والے نے پوچھا آپ لائن توڑ کر آگے کیوں آئے؟ میں نے انتہائی سخت لہجے میں اس کو کہا کہ مجھ سے انتظار نہیں ہوتا۔ اس نے ایک لڑکے کو بلایا اور اس کو کہا سر کے کمرے میں افطاری دے کر آؤ اور مجھ سے کہنے لگا میں آپ سے معذرت چاہتا ہوں آپ کو ہماری وجہ سے انتظار کرنا پڑا۔ میرے پاس کوئی الفاظ نہیں تھے۔ میں نے افطاری کے وقت کسی کو جھپٹتے نہیں دیکھا، ہر کوئی ایک دوسرے کی خدمت کر رہا تھا، اپنا نوالہ دوسرے کو دے رہا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ کیا وہ انہی لوگوں کا حصہ نہیں جو ولیمے اور شادیوں میں کھانے کے لیے ایک دوسرے کی جان کے درپے ہوتے ہیں۔ رات کا وقت ہوگیا اور نماز تراویح کے وقت سخت بارش ہو رہی تھی۔ میں نے صف توڑی اور آغوش کی بلڈنگ میں آ گیا، سوچا تھا، بارش کی وجہ سے لوگ نماز چھوڑ کر بلڈنگ میں آ گئے ہوں گے مگر وہاں میرے دوست اور انتظامیہ کے چند لوگوں کے علاوہ کوئی نہ تھا۔ تراویح کے بعد ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا خطاب تھا، وہ مسجد کے ہال میں تشریف لائے جہاں تقریباً دو ہزار لوگ آ سکتے تھے۔ انہوں نے آتے ہی آرڈر دیا کہ سمٹ جاؤ، پھر کیا تھا دو ہزار لوگوں کے ہال میں جگہ ہی جگہ ہوگئی کوئی شخص مکمل آرام سے نہیں بیٹھا تھا، ہر کوئی دوسرے کو ویلکم کر رہا تھا۔ مجھے سخت حبس محسوس ہوئی، میں ہال سے اٹھ کے باہر آ گیا، باہر سخت بارش تھی اور ساؤنڈ سسٹم کی آواز بھی باہر نہیں آ رہی تھی مگر لوگ سخت بارش میں صرف ڈاکٹر صاحب کے دیدار کے لیے کھڑے تھے۔ یہ کیسا عشق تھا کہ پوری رات میں نے لوگوں کو جگہ کم ہونے کی وجہ سے ایک پاؤں پر کھڑا دیکھا۔ ڈاکٹر صاحب نے عشق پر خطاب کیا۔ سحری کا ٹائم ہوگیا مگر خطاب جاری رہا۔ میں نے سوچا اب لوگ بھاگیں گے مگر کوئی شخص گھڑی کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کر رہا تھا حتی کہ روزہ بند ہونے سے 25 منٹ پہلے خطاب ختم ہوا۔ اب میں نے سوچا پاکستانی رنگ نظر آئے گا مگر یہ ڈاکٹر صاحب کی ایسی آرمی تھی کہ کوئی لائن نہیں توڑ رہا تھا، ہر شخص دوسرے کو راستہ دے رہا تھا''۔

اس اعتکاف کا ایک امتیاز یہ بھی تھا کہ پاک نیوز کی لائیو نشریات کی وجہ سے ''شیخ الاسلام کے مہمان'' کے نام سے عصر تا مغرب ایک پروگرام شروع کیا گیا تھا، جس میں علماء کرام کے علاوہ سیاسی و سماجی اور صحافی شخصیات بھی بطور مہمان شریک ہوئے اور مختلف معاشرتی ضرورت کے موضوعات پر گفتگو کرتے رہے۔ ان پروگرامز میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری، چیئرمین سپریم کونسل محترم ڈاکٹر حسن محی الدین، محترم صاحبزادہ احمد مصطفیٰ المدنی اور محترم خرم نواز گنڈا پور بھی خصوصی طور پر شریک رہے اور معاشرتی موضوعات پر سامعین و ناظرین کو راہنمائی فراہم کرتے رہے۔

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری نے پاک نیوز کی لائیو نشریات میں شرکت کے علاوہ بھی شہرِ اعتکاف میں متعدد مرتبہ

شیخ الاسلام کی سنگت میں شہرِ اعتکاف میں معتکفین کے چہروں پر عجیب سی روشنی تھی، سارا ماحول منور تھا اور نیکیوں کا ایک میلہ سا لگا تھا

اظہار خیال فرمایا۔ جمعۃ الوداع کا خطاب اور علاقائی بنیادوں پر شرکاء اعتکاف سے ملاقاتوں کے موقع پر علمی و فکری اظہار خیال اپنی مثال آپ تھا۔

کئی مہمان جنہوں نے اس اجتماعی اعتکاف کے بارے میں سنی سنائی باتوں پر کچھ اور طرح کا تصور قائم کیا ہوا تھا وہ اعتکاف گاہ کی صورت حال دیکھ کر یکسر بدل گئے اور اعتراف کیے بغیر نہ رہ سکے۔ اعتکاف کے آنکھوں دیکھے حال پر ممتاز صحافی و دانشور جناب اجمل نیازی صاحب نے قلم 25 جون 2017ء نوائے وقت میں ''شہر اعتکاف میں چند لمحے'' کے عنوان سے کالم لکھا، لکھتے ہیں:

''شیخ الاسلام علامہ ڈاکٹر طاہرالقادری ممتاز عالم دین اور بے مثال لیڈر ہیں۔ پاکستان اور عالم اسلام میں ان کی بڑی عزت ہے۔ اللہ نے انہیں قوت گویائی کے کئی کرشمے عطا کیے ہیں۔ ان جیسا خطیب پورے پاکستان میں نہیں۔ وہ عالم اسلام میں ایک منفرد عالم دین و دنیا ہیں۔ ایک دنیا ان کی عقیدت مند ہے۔ وہ دنیا والوں کے لیے ایک نئی اور انوکھی دنیا تلاش کر چکے ہیں۔

علامہ صاحب لوگوں کے لیے ایسی فضا بناتے ہیں کہ لوگ

جان و دل سے ان کے فرمودات کو قبول کرتے ہیں اور ہر قربانی کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔اعتکاف ایک ایسی سرگرمی ہے جو عملی عبادت میں شمار ہوتی ہے۔ ہم نے چند ایک آدمیوں کو اپنی مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھتے دیکھا ہے مگر شیخ الاسلام کا کمال دیکھیں کہ انہوں نے ایک شہر اعتکاف بسا کے دکھا دیا۔ کئی دوستوں نے شہر اعتکاف میں آ کے یہ ایمان افروز منظر دیکھا۔ ان کی آنکھوں میں رسول کریم حضرت محمد ﷺ کی عقیدت کے ساتھ علامہ قادری صاحب کی محبت بھی دیکھی۔ ان کے چہروں پر عجیب سی روشنی تھی۔ سارا ماحول منور ہو رہا تھا۔ انہوں نے ان کا خوبصورت اور دل میں اتر جانے والا خطاب سنا تھا۔ اعتکاف کے پورے دس دن یہ چند لمحے ان کے لیے سب سے قیمتی اور بیش بہا ہیں۔ شیخ الاسلام نے خود بتایا کہ کبھی معتکفین سینکڑوں

شہر اعتکاف، علمی، تحقیقی اور اخلاقی حوالے سے اصلاح احوال کا قابل تقلید نمونہ اور ماڈل ہے۔

تھے،اب ہزاروں ہیں اور کبھی لاکھوں میں ہوں گے ۔شوکت بسرا بھی اس افطار محفل میں ہمارے ساتھ تھے۔ اس کے علاوہ دوسرے دوستوں اور کارکنوں کی ایک بڑی تعداد وہاں موجود تھی۔ شہر اعتکاف میں افطار سے پہلے ایک ٹی وی پروگرام کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ اسامہ غازی اینکر تھے۔انہوں نے بہت سلیقے سے اور خوبصورتی سے اس بہت اہم پروگرام کو آگے بڑھایا۔ ایک محفل افطار میں مجھے بھی بلایا گیا۔ وہاں ڈاکٹر طاہر القادری بھی موجود تھے۔ انہوں نے مختصر اور خوبصورت گفتگو کی۔ افطار سے پہلے لوگوں کا انتظار دلکش ہو گیا۔ برادرم نور اللہ اور برادرم حفیظ الرحمٰن نے ہر معاملے کو بآسانی اور بخوبی تکمیل تک پہنچانے میں پورا کردار ادا کیا۔ وہ دونوں شہر اعتکاف کو آباد رکھنے میں سرگرم رہتے ہیں۔ افطار کے بعد یوں لگتا تھا جیسے نیکیوں کا میلہ لگا ہوا ہو۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کی وساطت سے ولولہ انگیز صورتحال میں کچھ دیر رہنے کا موقع مل جاتا ہے‘‘۔

یہ تو تھے شہر اعتکاف کے بارے میں اجمل نیازی صاحب کے تاثرات مگر حقیقی تصویر اس سے بھی بہت بلند ہے۔ شہر اعتکاف کی رونقیں تحریک منہاج القرآن کی مرکزی نظامتوں اور فیلڈ سے آئے ورکروں پر مشتمل کمیٹیوں کی شب و روز کی محنت کا نتیجہ تھیں جن کی خدمات کو شیخ الاسلام کی طرف سے ایک خصوصی پروگرام میں سراہا گیا۔ شہر اعتکاف میں مشن کے لئے اعلیٰ خدمات کی انجام دہی پر مرکزی نائب صدر TMQ، مرکزی ناظم اعلیٰ، جملہ نائب ناظمین اعلیٰ اور ناظم اجتماعات کو ایوارڈز سے نوازا گیا۔ اس موقع پر مرکزی سیکرٹریٹ پر گریڈ C میں خدمات سرانجام دینے والے منتخب افراد کو تمغہ ہائے استقامت اور حسن کارکردگی بھی دیئے گئے۔ بعد ازاں مشن کے لئے اعلیٰ خدمات پر بیرون ملک موجود تنظیمات کو بھی ایوارڈز سے نوازا گیا۔ ان ناموں کی فہرست اتنی طویل ہے کہ صفحات کی کمی کے پیش نظر بیان کرنا مشکل ہے مگر اتنا ضرور لکھوں گا کہ ان کے نام میرے قلم سے تو رہ سکتے ہیں مگر عند اللہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) ان کا اندراج ہو چکا ہے۔

امسال 27 ویں شبِ رمضان ہونے والا عالمی روحانی اجتماع بھی فقیدالمثال رہا۔ لاکھوں لوگ اس بابرکت رات میں انوار وتجلیات الٰہیہ سمیٹنے کے لئے حاضر تھے۔صلوٰۃ التسبیح،قرأت اورمحفل نعت عجب نورانی رنگ سموئے ہوئے تھی۔محترم صاحبزادہ حماد مصطفیٰ المدنی اور دیگر نعت خواں حضرات نے خوب سماں باندھا۔ شیخ الاسلام نے اس موقع پر ’’ارادہ اور محبتِ الٰہی کے ثمرات‘‘ کے موضوع پر علمی،فکری اور روحانی خطاب فرمایا۔

26 واں مرکزی اجتماعی اعتکاف ڈاکٹر حسن محی الدین اور ڈاکٹر حسین محی الدین کی سرپرستی،خرم نواز گنڈا پور کی سربراہی، حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانیؒ کی قربت اور شیخ الاسلام کی سنگت میں تحریک منہاج القرآن کی جملہ نظامتوں کی کاوشوں سے منعقد ہوا۔ جن میں مرکزی نظامت اجتماعات،نظامت تنظیمات، منہاج ویلفیئر سوسائٹی،منہاج ویمن لیگ، منہاج القرآن یوتھ لیگ، مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ، پاکستان عوامی تحریک، نظامت مالیات، نظامت تربیت، نظامت دعوت، منہاج علماء کونسل، منہاج یونیورسٹی، نظامت تمویلات و پبلک ریلیشنز، نظامت ممبرشپ، نظامت پریس اینڈ پبلکیشن اور سیکیورٹی کے شعبہ، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، آئی ٹی بیورو، سوشل میڈیا، منہاج ٹی وی اور نظامت امور خارجہ کا اہم رول

رہا۔ یاد رہے کہ منہاج القرآن ویمن لیگ بالخصوص قابل تحسین ہے جنہوں نے الگ سے شہر اعتکاف بسایا اور پورے پاکستان سے کثیر تعداد میں خواتین کی شرکت ممکن بنائی۔ شیخ الاسلام کی طرف سے احسن انتظامات پر جملہ فورمز اور کمیٹیوں کے جملہ افراد کی کاوشوں کو سراہا گیا اور شاباش دی گئی۔

شہر اعتکاف میں ہر روز پاک نیوز پر نشر ہونیوالے عصر تا مغرب لائیو پروگرام میں شیخ الاسلام کے خصوصی مہمان بننے والے سیاسی وسماجی رہنماؤں نے اپنے خیالات کااظہار ان الفاظ میں کیا:

قومی کرکٹ ہیرو عبدالقادر نے دورے کے موقع پر کہا کہ اخلاق حسنہ کے جس موضوع پر ڈاکٹر طاہر القادری سلسلہ وار خطاب کررہے ہیں، اس تربیت کی نوجوانوں کو ضرورت

ڈاکٹر طاہرالقادری کے کارکنوں کا ڈسپلن مثالی ہے۔ وہ آئندہ نسلوں کے لئے اپنا علمی، تحقیقی سفر کامیابی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہے۔ اسلام حسن خلق، نرم گرفتاری اور سچائی کا درس دینے والا دین اور ضابطہ حیات ہے۔

پیپلز پارٹی کے رہنما نوید چودھری نے کہا کہ شہر اعتکاف آ کر بہت خوشی ہوئی، محترمہ بینظیر بھٹو تحریک منہاج القرآن کی لائف ممبر تھیں اور وہ ڈاکٹر صاحب کی ماڈریٹ اسلامک سوچ سے بہت متاثر تھیں۔

پی ٹی آئی کے سینئر رہنما صمصام بخاری نے دورہ کے موقع پر کہا کہ نوجوانوں کی تربیت، انتہا پسندی اور دہشتگردی کے خلاف جتنا ڈاکٹر طاہر القادری بولے یا لکھا اتنا کام کسی اور نے نہیں کیا۔ ہم ڈاکٹر طاہر القادری کی ملی و قومی خدمت کے معترف ہیں۔ شہر اعتکاف، علمی، تحقیقی اور اخلاقی حوالے سے اصلاح احوال کا قابل تقلید نمونہ اور ماڈل ہے۔

پاکستان پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما میاں منظور احمد وٹو نے شہر اعتکاف کے دورہ کے موقع پر اپنے تاثرات دیتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری کے کارکنوں کا ڈسپلن دیکھ کر دل بہت خوش ہوتا ہے۔ سیاسی احتجاج ہو یا شہر اعتکاف کا انعقاد، ہزاروں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں مگر ڈسپلن قائم رہتا ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری آئندہ نسلوں کیلئے اپنا علمی، تحقیقی سفر کامیابی کے ساتھ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

حکیم الامت علامہ محمد اقبال کے پوتے ولید اقبال نے شہر اعتکاف کے دورہ کے موقع پر کہا کہ پوری دنیا میں تحریک منہاج القرآن کی دھوم ہے۔ ڈاکٹر طاہر القادری اور ان کی تحریک کے اس مقام اور مرتبے کے پیچھے دہائیوں کی پرخلوص محنت ہے۔ میں جب سوچتا ہوں تو میرا دل دکھتا ہے کہ پوری دنیا میں پیار، محبت اور امن کا پیغام پہنچانے والے ڈاکٹر طاہر القادری کے کارکنوں کو 17 جون 2014ء کے دن قتل کیا گیا اور ظلم و زیادتی کی انتہا کی گئی۔

علامہ امین شہیدی نے شہر اعتکاف کے دورہ کے موقع پر شیخ الاسلام اور پوری تحریک منہاج القرآن اور اس کے کارکنوں کو مبارکباد دی اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب مختلف انداز میں اسلام کی خدمت کررہے ہیں۔

معروف سنگر وارث بیگ نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی علمی خدمات کو سراہا اور کہا کہ مجھے شہر اعتکاف میں آ کر بے حد خوشی ہوئی۔ ڈاکٹر طاہر القادری ملک و قوم اور عالم اسلام کا بیش قیمت اثاثہ ہیں۔

معروف صحافی اینکر پرسن بریگیڈیئر فاروق حمید نے کہا کہ شہر اعتکاف میں 10 ہزار سے زائد معتکفین ہیں۔ اتنے لوگوں کو سنبھالنے کیلئے کم از کم 2 میجر جنرل رینک کے آفیسر اور افسران کی بڑی تعداد چاہیے، مگر خوشی ہوتی ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے کارکنوں کی ایسی تربیت کی ہے کہ ہزاروں افراد اپنے معاملات احسن طریقے سے انجام دیتے ہیں۔

شہر اعتکاف کا دورہ کرنے والوں میں صاحبزادہ سید وسیم الحسن، احمد رضا قصوری، بیرسٹر عرفان قادر، جنرل (ر) غلام مصطفی، میاں عمران مسعود، پروفیسر ڈاکٹر منور اقبال، جماعت اسلامی کے رہنما فرید احمد پراچہ، پی ٹی آئی کے رکن صوبائی اسمبلی میاں اسلم اقبال، بریگیڈیئر غضنفر علی، علامہ مزمل حسین، مفتی بدرالزماں، علامہ سعید احمد فاروقی، پروفیسر ڈاکٹر ارشد نقشبندی اور سید ہدایت رسول شامل تھے۔

❁❁❁❁❁

قرابۃ النبی ﷺ | ذکر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ | علم اور مصادر علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی طبع ہونے والی 15 نئی کتب ایک تعارف

محمد فاروق رانا☆

اِمسال رمضان المبارک 2017ء میں فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ کے زیرِ اہتمام کل 21 علمی و فکری نئی کتب زیورِ طباعت سے آراستہ ہوکر منظرِ عام پر آئیں۔ ان میں سے 15 کتب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی ہیں، 3 کتب محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی ہیں اور 3 ہی نئی کتب محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی منظرِ عام پر آئی ہیں۔ ذیل میں ان تمام کتب کا مختصر تعارف پیش کیا جارہا ہے۔

1۔ عاشقوں کا سفر

رِحْلَةُ الْعَاشِقِيْن إِلَى الْبَلَدِ الْمُبَارَكِ الْأَمِيْن

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اس رمضان المبارک میں منصہ شہود پر آنے والی تصانیف کے حوالے سے سب سے پہلے عاشقوں کا سفر ﴿رِحْلَةُ الْعَاشِقِيْن إِلَى الْبَلَدِ الْمُبَارَكِ الْأَمِيْن﴾ کا تعارف کرایا جاتا ہے۔ اپنی طرز کی اس انوکھی تصنیف میں مخفی تاریخی حقائق کو عمیق مطالعہ کے ساتھ منظرِ عام پر لایا گیا ہے۔ اس کتاب میں مستند روایات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ روئے زمین پر مکہ مکرمہ واحد شہر ہے جس کی طرف انبیاء کرام علیہم السلام، ملائکہ اور جن و انس میں سے تمام نیک بندوں نے سفر کیا ہے۔ مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرنے والے اولو العزم انبیاء کرام علیہم السلام میں سیدنا آدم، سیدنا نوح، سیدنا ابراہیم، سیدنا اسماعیل، سیدنا موسیٰ، سیدنا یونس، سیدنا ہود، سیدنا صالح، سیدنا شعیب اور سیدنا عیسیٰ علیہم السلام جیسے جلیل القدر پیغمبران بھی شامل ہیں۔

اس کتاب میں اس امر کو بھی واضح کیا گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی حیاتِ مقدسہ میں مکہ مکرمہ ایک بار نہیں بلکہ بارہا مرتبہ آتے رہے ہیں۔ قابلِ ذکر بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی بڑی تعداد یہیں مستقل قیام پذیر رہی اور یہیں آسودۂ خاک ہوئے۔ اس حوالے سے دیکھا جائے تو مستند روایات کے مطابق صرف رکن، مقامِ ابراہیم اور مقامِ زَمزم کے درمیان ایک ہزار (۱,۰۰۰) کے لگ بھگ انبیاء کرام علیہم السلام مدفون ہیں۔

اس کتاب کا سب سے اہم اور مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جملہ انبیاء کرام علیہم السلام کے مکہ مکرمہ میں آنے اور یہاں قیام پذیر ہونے کا واحد سبب یہ آرزو تھی کہ وہ خاتم الانبیاء و المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا دیدار کرلیں، ان پر ایمان لائیں، ان کی صحابیت کا شرف حاصل کریں اور ان کے دین متین کی نصرت کرسکیں۔

کتاب کے جملہ مشمولات پر دستیاب تمام روایات کو نہایت ہی منظم انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔ تاریخی حقائق پر مبنی یہ تصنیف اردو ادب کے دینی سرمائے میں بیش قدر اضافہ ہے۔

2۔ قَرَابَةُ النَّبِيِّ ﷺ

اس کتاب میں مستند دلائل و براہین کی روشنی میں جامع انداز سے رسولِ مکرم ﷺ کے اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام اور قرابت داران کی طہارت و پاکیزگی اور ان کا مقام و مرتبہ بیان کیا گیا ہے۔ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی شان میں نازل ہونے والی مختلف آیات مبارکہ اور ان کے اطلاق پر مختلف اقوال کا تفصیلی بیان اس کتاب کی زینت ہے۔ مختلف نصوص اور اَقوال کی روشنی میں اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے مفہوم پر بحث کرتے ہوئے ثابت کیا گیا ہے کہ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام سے مراد اُمہات المومنین اور اَہلِ کساء یعنی فاتحِ خیبر حضرت علی، سیدۃ نساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہراء اور نوجوانانِ جنت کے سردار حضرات

☆ ڈپٹی ڈائریکٹر فریدِ ملّتؒ رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

حسنین کریمین علیہما السلام ہی ہیں۔

نیز اس تصنیف میں عظمتِ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام بیان کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ سلف صالحین کی اَہلِ بیت اَطہار علیہم السلام سے حد درجہ محبت اور وارفتگی کی کیفیات بھی اِحاطۂ تحریر میں لائی گئی ہیں۔ ان کیفیات کو تحریر کرنے کا مقصدِ سعید یہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے درمیان استوار محبت، الفت، عقیدت اور باہمی احترام سے آگہی حاصل ہو اور اس حوالے سے پھیلائی گئی ذہنی پراگندگی اور بدعقیدگی کا اِزالہ ممکن کیا جا سکے۔

کتاب کے آخر میں اَہلِ بیت اَطہار علیہم السلام اور قرابت دارانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل و مناقب پر منتخب احادیث کو جامع انداز سے مرتب کیا گیا ہے۔ اَہلِ بیت اَطہار علیہم السلام کے فضائل اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تعلقات کے حوالے سے یہ کتاب اپنی مثال آپ ہے۔

3۔ ذِکرِ شہادتِ اِمام حسینؑ (احادیثِ نبوی کی روشنی میں)

ذِكْرُ مَشْهَدِ الْحُسَيْنِ عليه السلام مِنْ أَحَادِيْثِ جَدِّ الْحُسَيْنِ صلى الله عليه وآله وسلم

اس منفرد کاوش میں سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی مظلومانہ شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے اس درد ناک موضوع سے متعلق احادیث مبارکہ اور آثار کو ائمہ و محدثین کی تعلیقات و تصریحات کو واقعاتی ترتیب کے ساتھ منظّم کیا گیا ہے۔ اس پر مستزاد سبطِ رسول علیہ السلام کی شہادت کا پس منظر اور اوائل عمری میں ہی ان کی شہادت کی پیشین گوئیاں بھی درج کی گئی ہیں۔

بعد ازاں جگر گوشۂ بتول علیہا السلام کی مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ اور مکہ مکرمہ سے کوفہ کے سفر کو موضوع بنایا گیا ہے۔

اس کے بعد لشکرِ حسینی کا نہرِ فرات کے کنارے پڑاؤ اور کرب و بلا کی تپتی ریت پر تین دن کی پیاس اور بھوک سے نڈھال 72 مردانِ حق کا تاریخِ انسانیت میں عظیم اور بے مثل ایثار و قربانی کا بیان ہے۔

آخر میں شہادتِ امام حسین علیہ السلام کے بعد رونما ہونے والے واقعات کو ترتیب کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے۔ اس تاریخی کتاب میں موضوع سے متعلقہ 122 روایات درج کی گئی ہیں، جب کہ ائمہ و محدثین کی تصریحات و توضیحات اس کے علاوہ ہیں۔ کتاب کے مطالعہ کے دوران اَہلِ دل کو حدتِ جذبات بھی نصیب ہوگی اور اشکوں کی برسات گناہوں کی سیاہی دھونے کا سبب بنے گی۔ اِن شاء اللہ عزوجل۔

4۔ فَرْحَةُ الْمُؤْمِنِيْن فِي طُرُقِ الْحَدِيْثِ:

﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ﴾

(63 طرقِ حدیث کا بیان)

’فاطمہ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہے‘ فَرْحَةُ الْمُؤْمِنِيْن فِي طُرُقِ الْحَدِيْثِ ﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ﴾ کے مبارک عنوان پر مشتمل یہ تالیف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمہ الزاہرہ علیہا السلام کی بارگاہِ مقدسہ میں ایک عاجزانہ نذرانہ ہے۔ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس حدیثِ مبارک میں اپنی لختِ جگر سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کو سارے جہانوں کی تمام خواتین کی سردار قرار دیا ہے۔ اس تالیف میں درج بالا حدیثِ مبارک کو 63 مختلف طُرق سے بیان کیا گیا ہے۔ یوں اس حدیثِ مبارک کے تمام طرق کو یک جا کر کے ایک گل دستے کی صورت میں پیش کیا گیا ہے۔

5۔ الرُّطَبُ الْجَنِيّ فِي طُرُقِ الْحَدِيْثِ:

﴿فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي﴾

(طرقِ حدیث اور محدثین کا بیان)

’فاطمہ میری جان کا حصہ ہے‘ ﴿الرُّطَبُ الْجَنِيّ فِي طُرُقِ الْحَدِيْثِ: فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي﴾ کے نام سے موسوم اس کتاب میں مخدومۂ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے بارے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان ﴿فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّي﴾ کو مختلف طرق کے ساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ نیز اس حدیثِ مبارک کو روایت کرنے والے محدثین کا تذکرہ بھی شاملِ کتاب ہے۔ یہ مختصر کتاب اپنے اندر تاریخی اہمیت سموئے ہوئے ہے۔

6۔ جَلَاءُ الْغُمَّةِ مِنْ طُرُقِ الْحَدِيْثِ:

﴿الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾ (101 طرقِ حدیث کا بیان)

حضرات حسنین کریمین علیہما السلام کی ذاتِ مبارکہ کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ یہ وہ شہزادے ہیں جنہیں پہلی غذا کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا مبارک لعابِ دہن نصیب ہوا۔ یہ وہ مبارک نام ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ نے اللہ رب العزت کی جانب سے منتخب کیا اور جو ان سے پہلے اس کائنات میں کسی کے نہیں رکھے گئے تھے۔ یہ وہ معزز سوار ہیں جنہیں راکبِ دوشِ رسول ﷺ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جن کے لیے امام الانبیاء ﷺ نے اپنے سجدے طویل کیے۔ جب رسولِ مکرم ﷺ نے قیامت تک کے اَہلِ حق کو ان کی عظمت، فضیلت اور رتبہ کی انتہا دکھانا چاہی تو ارشاد فرمایا: ﴿اَلْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ سَيِّدَا شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾ یعنی حسن اور حسین تمام جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ نئی تالیف جنت میں انہی شہزادوں کی سیادت کے حوالے سے ہے۔ اس تالیف میں رسولِ مکرم ﷺ کی اس حدیثِ مبارک کو 101 مختلف طرق کے ساتھ سے مرتب کیا گیا ہے۔

7۔ اَربعین: حدیثِ ثقلین

اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی محبت و اتباع نصوصِ شرعیہ سے ثابت ہے۔ اُم الکتاب قرآنِ مجید نے اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی مودّت کو اجرِ رسالت قرار دے کر ایمان کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے بے شمار احادیث میں اپنے اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی فضیلت وعظمت اور شان و شوکت بیان فرمائی ہے۔ اِنہی فرامین مبارکہ میں سے ایک 'حدیثِ ثقلین' ہے۔ ثقلین یعنی دو انتہائی قیمتی چیزیں: قرآن مجید اور اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام۔ آپ ﷺ نے قرآن مجید اور اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی اہمیت کو اُجاگر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ میں تم میں دو عظیم چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: قرآنِ مجید اور میرے اَہلِ بیت۔ جب تک تم ان کی محبت اور اتباع کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے تب تک گم راہ نہیں ہو سکتے۔ گویا دنیا و آخرت میں کامیابی اور ہدایت کا ذریعہ ان ثقلین کو قرار دیا گیا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 'حدیثِ ثقلین ﴿دُرَرُ الْعِقْدَيْنِ فِي بَيَانِ حَدِيْثِ الثَّقَلَيْنِ﴾' نامی اربعین میں اس ایمان افروز حدیثِ مبارک کو 41 مختلف طرق سے بیان کیا گیا ہے۔ گویا یہ 41 بیش قدر جواہر سے آراستہ نور کے ہالہ پر مبنی ایک روحانی اور نورانی مالا ہے۔ کتاب کے آخر میں قارئین کی آسانی کے لیے نفسِ مضمون کی وضاحت سے متعلق بعض ضروری توضیحات بھی شامل کی گئی ہیں۔

8۔ مختلف مہینوں اور دنوں کے فضائل و برکات

(غَايَةُ الْإِنْعَامِ فِي فَضَائِلِ الشُّهُوْرِ وَالْأَيَّامِ)

تمام دن اور مہینے اللہ رب العزت کے تخلیق کردہ ہیں۔ ان میں کوئی مہینہ، کوئی دن یا کوئی خاص وقت منحوس یا بدشگونی کا حامل نہیں؛ لیکن خالقِ کائنات نے جس طرح اِنسانوں کی اَنواع میں تفاوت رکھا ہے، اسی طرح زماں و مکاں کی انواع میں بھی تفاوت رکھا ہے۔ سو اُس نے بعض جگہوں کو بعض دوسری جگہوں پر عبادت اور دعا میں فضیلت دی ہے جیسے مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی، مسجد حرام وغیرہ۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بعض زمانوں کو بخشش اور عطا کے لئے خاص فرمایا اور انہی خاص زمانوں میں سے بعض مہینے، راتیں اور دن وہ ہیں جن میں اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی مخلوق پر عمومی مغفرت، جامع رحمت اور عظیم انعام و اکرام کی تجلی فرماتا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ نئی تالیف قرآن و حدیث اور اَقوالِ اَئمہ وسلف صالحین کے ذریعے محرم، ربیع الاول، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرّم اور ذی الحج کی حرمت، اوصاف اور فضائل کو واضح کرتی ہے۔

اس کتاب میں مختلف دنوں، راتوں، عشروں اور لمحات کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ دنوں میں اَیامِ عید، اَیامِ بیض، یومِ عرفہ، اَیامِ تشریق، یوم جمعہ، پیر، بدھ اور جمعرات کی فضیلت و اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔ دنوں کے بعد راتوں کی فضیلت بیان کرتے ہوئے شبِ میلاد، شبِ معراج، شبِ براءت، شبِ قدر، شبِ عیدین اور شبِ جمعہ کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں لمحات میں تہجد کے اوصاف بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ یوں یہ کتاب اپنے موضوع پر منفرد اور جامع تصنیف کی حیثیت رکھتی ہے۔

9۔ بچوں کی پرورش اور والدین کا کردار

(رَحمِ مادِر سے ایک سال کی عمر تک)

اَسلام کے حقیقی اصولوں کی روشنی میں نسلِ نو کی تربیت

آج کے والدین کے لیے ایک چیلنج سے کم نہیں۔ ’بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت میں والدین کا کردار‘ کے عنوان سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے افادات پر مشتمل سلسلہ تعلیماتِ اسلام کا دسواں سنگِ میل ’رحمِ مادر سے ایک سال کی عمر تک‘ کے بچوں کی نگہداشت اور تربیت کے حوالے سے منصہ شہود پر آچکا ہے۔ یہ بھی حسبِ سابق والدین کی اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کے حوالے سے مرکزی کردار کی حامل تصنیف ہے۔ اس حوالے سے بچوں کو اوائل عمری ہی سے دینِ اسلام کی طرف راغب کرنے کے نسخہ ہائے کیمیاء تحریر کیے گئے ہیں، جن کی روشنی میں نسلِ نو کو اسلام کے آفاقی رنگ میں رنگنے کے خاطر خواہ انتظامات مرتب کیے گئے ہیں۔

10۔ علم اور مصادرِ علم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 2015ء میں ’مجالس العلم‘ کے عنوان سے درس و تدریس کے ایک سلسلے کا آغاز فرمایا تھا تاکہ ان ’مجالس العلم‘ کے ذریعے علم کا رجحان زندہ ہو اور ہم اپنی بنیاد سے اپنے تعلق کو مضبوط و مستحکم کرتے ہوئے دنیا کی امامت و قیادت کا فریضہ سرانجام دینے کے قابل ہو سکیں۔ ’علم اور مصادرِ علم‘ کے عنوان سے مزین یہ کتاب ’مجالس العلم‘ کی ابتدائی اٹھارہ مجالس پر مشتمل ہے، جن میں علم کی فضیلت و اہمیت اور اس کے مختلف روحانی و مادی ذرائع پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ اُمتِ مسلمہ کو اسلامی تناظر میں دورِ جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو کر علمی انقلاب بپا کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اس کتاب میں نسلِ نو پر یہ حقیقت آشکار کی ہے کہ علم ہی وہ موثر ہتھیار ہے، جس سے لیس ہو کر اُمتِ مسلمہ اپنا کھویا ہوا وقار دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔

11۔ اِسلام دینِ اَمن و رحمت ہے

تحریکِ منہاج القرآن نے اپنی آفاقی کاوشوں کے ذریعے موجودہ صدی کے سب سے بڑے فتنے یعنی دہشت گردی و انتہا پسندی کو علمی و فکری محاذ پر شکست دے کر دنیا بھر میں خود کو تجدیدی تحریک اور اپنے قائد کو مجددِ رواں صدی اور سفیرِ امن کے طور پر تسلیم کرایا ہے۔ ’اِسلام دینِ اَمن و رحمت ہے‘ کے عنوان سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی یہ تصنیف بھی اسی سلسلے کی ایک عظیم کڑی ہے۔ یہ کاوش نہ صرف اسلام کو امن و رحمت اور انسان پرور دین ثابت کرتی ہے، بلکہ قاری کو اسلام کی حقیقی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر سراپا رحمت بننے کی ترغیب بھی دیتی ہے۔ اس کتاب میں دینِ اِسلام کی تعلیماتِ اَمن و رحمت نہایت مؤثر اور مؤقر انداز سے بیان کی گئی ہیں۔

اس تصنیف میں رحمتِ اِلٰہی پر سیر حاصل گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ کی شانِ رحمۃ للعالمینی کو ہر پہلو سے اجاگر کیا گیا ہے۔ اس اَمن نامہ میں محسنِ انسانیت ﷺ کے ابرِ رحمت کو گناہ گاروں، خطا کاروں، سادہ منش افراد، خواتین، بچوں، خادموں، فقراء و مساکین اور حتیٰ کہ اپنے جانی دشمنوں اور کفار و مشرکین پر بھی شفقت و رحمت اور محبت کی برسات برساتے دکھایا گیا ہے۔

یہ نکتہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ رسولِ مکرم ﷺ کی شفقت و رحمت کا سلسلہ محض انسانوں تک محدود نہیں ہے بلکہ چرند، پرند، درند اور حشرات الارض تک کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ گویا آپ ﷺ کی رحمت محض جن و انس کے لیے نہیں بلکہ سب جہانوں اور زمانوں کی تمام مخلوقات کے لیے ہے۔

12۔ اِسلام: دینِ اَمن یا دینِ فساد؟

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مختلف کتب اور خطابات سے تیار کردہ ’اِسلام: دینِ اَمن یا دینِ فساد؟‘ نامی اس کتاب میں دہشت گردی کے حوالے سے عوام کے ذہن میں اُبھرنے والے سوالات اور ان کے تشفی بخش جوابات اِسلام کی حقیقی تعلیمات کی روشنی میں کچھ ایسے بیان کیے گئے ہیں کہ کتاب کے مطالعے کے بعد قاری کو نفسِ مسئلہ پر اِنشراح و اِنفتاحِ صدر حاصل ہو جاتا ہے اور اس بات کو کھلے دل سے تسلیم کرتا ہے کہ اسلام واقعی دینِ امن ہے۔

اس کتاب کو دہشت گردی کے خلاف تحریر کیے گئے متبادل بیانیہ (Counter-Narrative) میں اہم حیثیت حاصل

ہے۔ بنیادی طور پر اسے دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

پہلے حصے میں دہشت گردی کے حوالے سے ذہن میں اُبھرنے والے عمومی سوالات اور ان کے تسلی بخش جوابات ہیں۔ اس کے ساتھ قرآن مجید، احادیث نبویہ اور صحابہ کرام ﷢ و ائمہ سلف کے اقوال کے ذریعے یہ تصور واضح کیا گیا ہے کہ اسلام کاملاً امن و سلامتی اور انسان دوستی کے تصور پر مبنی دین ہے اور اس میں کسی بھی قسم کے دہشت گردانہ افکار اور اعمال کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

اس کتاب کا دوسرا حصہ عصرِ حاضر کے خوارج کی بدترین شکل یعنی فتنۂ داعش (ISIS) سے متعلق ہے۔ ابتداء میں داعش کا بھیانک کردار احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے۔ بعد ازاں اِن کی علامات، ان کے ظہور کے علاقے، ان کے ہاتھوں بپا ہونے والی تباہی، اِن کے خلاف جہاد کرنے اور اِنہیں نیست و نابود کر دینے سے متعلق تفصیل احادیثِ مبارکہ سے بیان کی گئی ہیں، تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اسلام کا لبادہ اوڑھے یہ درندے ہرگز اسلام کے پیروکار نہیں، بلکہ اسلام اور انسانیت کے کھلے دشمن ہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق ایسے شر پسند عناصر کا سدِ باب نہایت ضروری ہے۔

13.Islam: The Religion of Peace or Terror?

یہ کتاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جانب سے دہشت گردی کے خلاف تحریر کیے گئے متبادل بیانیہ (Counter-Narrative) کا انگلش ورژن ہے جسے سوالاً جواباً تشکیل دیا گیا ہے۔

یہ بھی تحریک منہاج القرآن اور اس کی عظیم قیادت کا اعزاز ہے کہ اب تک 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب' کے تحت اردو زبان میں 21 کتب اور انگریزی میں 19 کتب یعنی کل 40 کتب چھپ چکی ہیں۔

14.The Book on Divine Oneness (Kitab al-Tawhid)

حقیقی عقائد اِسلامیہ کے فروغ اور اِس ضمن میں در آنے والی شکوک و شبہات کی گرد کو ختم کرنے کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اعتقادیات کے موضوع پر بھی بے شمار کتب تحریر فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک دنیائے اسلام میں عقیدۂ توحید پر ایک اتھارٹی سمجھی جانی والی دو جلدوں پر مشتمل ضخیم ترین تصنیف 'کتاب التوحید' ہے۔ اِس مایہ ناز کتاب کی پہلی جلد کے نصف حصے کا انگریزی ترجمہ ایک جلد کی صورت میں شائع ہو چکا ہے، جب کہ اُردو کتاب کا بقیہ نصف بھی انگلش کی دوسری جلد کی صورت میں بہت جلد منظر عام پر آ رہا ہے۔

15۔ الإرهاب وفتنة الخوارج (فتوٰی)

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی تاریخی کاوش دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف مبسوط تاریخی فتویٰ ہے۔ یہ وہ آفاقی کارنامہ ہے جسے تاریخِ اسلام میں ہمیشہ آبِ زر سے لکھا جائے گا۔ حال ہی میں اس کا عربی ترجمہ کویت کے معروف پبلشر دار الضیاء جیسے مؤقر ادارے سے شائع ہوا ہے۔ اس ترجمہ میں مسلم دنیا کی قدیم ترین یونی ورسٹی جامعۃ الازہر کے تحقیقی ادارے مجمع البحوث الإسلامية کی جانب سے ایک مفصل تقریظ بھی شامل کی گئی ہے جس میں اس تاریخی فتویٰ کے مشتملات سے کلی اتفاق کرتے ہوئے شیخ الاسلام کی کاوشوں کو سراہا اور ان کی بھرپور تائید کی گئی ہے۔

دہشت گردی اور فتنہ خوارِج کے خلاف شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا جاری کردہ مبسوط تاریخی فتویٰ اُردو، عربی، انگریزی، ہندی، نارویجن (Norwegian)، فرانسیسی (French) اور بہاسا انڈونیشیا (Bahasa Indonesia) میں طبع ہو چکا ہے؛ جب کہ سندھی، فارسی، ڈینش (Danish)، ہسپانوی (Spanish)، ملایالم (Malayalam) اور ترکی (Turkish) زبانوں میں ترجمہ زیرِ تکمیل ہے۔ اتنی کثیر زبانوں میں ترجمہ ہونا بلاشبہ اِس کتاب کی اہمیت و اِفادیت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔

16۔ دستور المدينة المنورة والدستور الأمريكي والبريطاني والأوربي

اِمسال رمضان المبارک کے موقع پر محترم ڈاکٹر حسن محی

الدین قادری کی 3 کتب منظر عام پر آئی ہیں۔ ان میں سے پہلی کتاب 'دستور المدینہ' کا پسِ منظر یہ ہے کہ محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنے PhD کے مقالہ میں تاریخ انسانی کے پہلے دستور یعنی میثاقِ مدینہ کا امریکی، برطانوی اور یورپی دساتیر سے تقابلی مطالعہ کیا تھا، جس پر اُنہیں ڈاکٹریٹ کی ڈگری کا اعزاز حاصل ہوا۔ اس میں میثاقِ مدینہ کی مختلف اِسناد اور روایات پر بالتفصیل تحقیق کرتے ہوئے ہر ہر آرٹیکل پر انتہائی قوی دلائل دیے گئے ہیں۔ عربی زبان میں لکھا گیا یہ مقالہ اب بفضلہٖ تعالیٰ ایک ضخیم کتابی صورت میں شائع ہوگیا ہے۔ کویت کے معروف پبلشر دار الضیاء نے اسے انتہائی دیدہ زیب کاغذ پر دل موہ لینے والے سرورق کے ساتھ طبع کیا ہے۔

17۔ محبتِ رسول ﷺ کے تقاضے اور نصرتِ دین

محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی اس دوسری نئی کتاب میں حضور نبی اکرم ﷺ سے اُمت کے تعلق کی چند اہم جہات کو بیان کیا گیا ہے۔ اگر آج ہم تجدید و احیاء دین کے خواہاں ہیں تو ہمیں اُمتِ مسلمہ کی اصلاح کے ساتھ ان کے دلوں میں جذبہ حبِ نبوی اور اتباعِ رسول ﷺ کو موجزن کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر دنیوی و اُخروی کامیابی کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔

18۔ وحدت و اِجتماعیت اور ہماری تحریکی زندگی

یہ محترم ڈاکٹر حسن محی الدین قادری کی اس سال شائع ہونے والی تیسری تصنیف ہے جس میں فلسفۂ وحدت و اجتماعیت پر روشنی ڈالتے ہوئے مصطفوی کارکنوں کی قرآنی اصولوں پر تربیت کا اُسلوب بیان کیا گیا ہے۔ یہ تصنیف دراصل مصطفوی انقلاب کی تحریک کے کارکنوں کے لیے قرآنی اَنوار سے منور ایک ہدایت نامہ ہے۔ قابلِ ذکر بات ہے کہ کہنے کو تو یہ فلسفہ کے تناظر میں لکھی گئی ایک تصنیف ہے، مگر سلاست، روانی اور دل چسپ اندازِ تحریر نے اسے آسان اور زود فہم بنا دیا ہے۔

اِس تصنیف کے پہلے باب میں فلسفۂ وحدت و اجتماعیت کی اہمیت بیان کی گئی ہے۔ دوسرے باب میں کارکنوں کو قرآنی تمثیل کے ذریعے شہد کی مکھی کی سخت کوشی، پاکیزہ اوصاف، دیانت داری، وفا داری اور اپنے مشن کی تکمیل کو ہر شے پر مقدم رکھنے کے اوصاف اختیار کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ تیسرے باب میں حضرت ذوالقرنین کے قرآنی واقعہ کی روشنی میں عظیم انقلابی قائد کے اوصاف بیان کرتے ہوئے دلائل کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے کہ دورِ حاضر کا ذوالقرنین کون ہے؟ چوتھے باب میں حضرت سلیمان علیہ السلام اور ہدہد کے واقعہ کے تناظر میں قیادت کی وسیع القلبی، ترغیب اور امورِ نگہبانی کو بطورِ مثال پیش کیا گیا ہے۔

19. The Journey of Revolution

رمضان المبارک کے موقع پر محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی انگریزی زبان میں تین کتب منظرِ عام پر آئیں۔ اس کتاب میں سفرِ انقلاب کی مختلف جہات کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے۔ انہوں نے انقلاب کے راستے میں آنے والے مصائب و مشکلات کا تذکرہ کرتے ہوئے ثابت کیا ہے کہ حالات کیسے بھی ہوں، مگر انقلاب کا سفر اپنی منزل اور فتح کے حصول تک جاری رہنا چاہیے اور اِن شاء اللہ ﷻ یہ کاروانِ انقلاب مصطفوی انقلاب کے بپا ہونے تک رواں دواں رہے گا۔

20. O Brother!

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی یہ کتاب بھی

اِنتباہ! یہ بات مرکز کے نوٹس میں آئی ہے کہ تحریک منہاج القرآن کے تنظیمی اور ذیلی فورمز کے بعض عہدیدار اور کارکنان گوادر اور دیگر ہاؤسنگ سوسائیٹیز میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کاروبار کر رہے ہیں۔ یہ ان احباب کا ذاتی کاروبار ہے اور تحریک منہاج القرآن کا ان کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نیز مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت نہیں ہے۔ لہذا احباب اپنے لین دین/نفع نقصان کے خود ذمہ دار ہوں گے اور کسی کو بھی اس حوالے سے کسی بھی قسم کی کوئی شکایت مرکز میں لانے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوگا۔

انگریزی زبان میں تحریر کی گئی ہے۔ پند و نصائح پر مبنی اس تصنیف میں اَخلاقِ حسنہ اپنانے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ مثالی معاشرے کی تشکیل کے لیے خود کو بہتر انسان بنانے کا فارمولہ بیان کیا گیا ہے۔ سلیس اور اِنتہائی مؤثر اندازِ تحریر اپناتے ہوئے فاضل مصنف نے اس کتاب کی وقعت کو چار چاند لگا دیے ہیں۔ یہ کتاب اپنی نوعیت کی منفرد کاوش ہے، جس کا ایک ایک لفظ دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔

21.Rational to Brawl the Irrational

فی زمانہ یہ اِحساس شدت اِختیار کرتا جارہا ہے کہ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کے لیے یک جہتی رویہ تبدیل کرنے کی اَشد ضرورت ہے کیوں کہ مروّجہ حکمتِ عملی سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے۔ موجودہ حکمتِ عملی صرف ظاہری علامات کے خاتمے تک محدود ہوجاتی ہے جس سے اِنتہا پسندی و دہشت گردی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا کوئی حل نہیں نکلتا۔ درحقیقت انتہا پسندی و دہشت گردی کا تصور دلوں اور اَذہان کے مابین جاری کشمکش کا نام ہے۔

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا یہ نیا تحقیقی شاہ کار پاکستان میں پُرتشدد سرگرمیوں اور دہشت گردی کے خاتمے میں تعلیم کے کردار پر زور دیتا ہے۔ اس تحقیق میں پاکستان میں تعلیم کو بامقصد اور مفید بنانے کے طریق کار پر بھی بحث کی گئی ہے تاکہ ہمارا نظامِ تعلیم انتہا پسندی و دہشت گردی کا خاتمے میں کوئی مناسب کردار ادا کرسکے۔

یہ کتاب جرمنی کے Lambert Academic Publishing نے خوب صورت سرورق کے ساتھ طبع کی ہے۔ یہ ادارہ اعلیٰ پائے کی علمی تحقیقات (case studies) کی طباعت میں بہت بلند نام رکھتا ہے۔

❁❁❁❁❁

15 سال سے عازمین عمرہ کی خدمت میں کوشاں

کاروان کوثر

1439 ہجری
کی بکنگ جاری ہے

عمرہ کے سستے ترین پیکجز کے لئے رابطہ فرمائیں
تمام ایئرلائنز کی ٹکٹ دستیاب ہیں

☆عمرہ گروپ کی تشکیل ☆بہترین رہنمائی وخدمت
☆ایئرکنڈیشنڈ رہائش ☆معیاری ٹرانسپورٹ

محمد کوثر اعوان
0333 5124026
0307 0050063

مختلف علاقہ جات سے نمائندگان کی ضرورت ہے خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں

آفس D-21 سیکنڈ فلور کشمیر گیٹ پلازہ بینظیر ہسپتال مری روڈ راولپنڈی
Www.Karwanekausar.com FB/karwanekausar.com
KKRawalpindi@gmail.com Tel:051-4906531

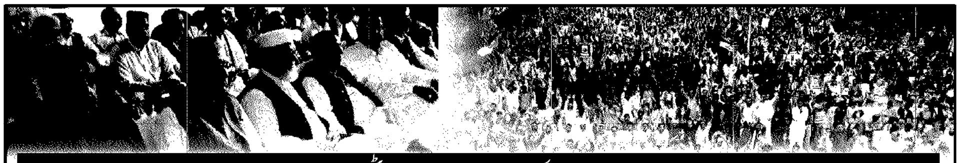

شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے عوام کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر مال روڈ لاہور پر

آرٹیکل 62 اور 63 کا نفاذ کڑا احتساب، انتخابی اصلاحات

قائد انقلاب کا 15 جولائی کے احتجاج سے خطاب کا مکمل متن

ظالم نظام سے لڑتے عوامی تحریک کے 23 کارکنوں نے جانیں دیں، ہزاروں گرفتار ہوئے

خصوصی رپورٹ: نور اللہ صدیقی

قائد انقلاب شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 15 جولائی 2017ء کو شہدائے ماڈل ٹائون کے انصاف بشکل قصاص کیلئے مال روڈ استنبول چوک لاہور میں منعقدہ عظیم الشان احتجاجی جلسہ سے خطاب کیا۔ قائد انقلاب کے تاریخی خطاب کا مکمل متن قارئین مجلہ منہاج القرآن کے مطالعہ کیلئے پیش کیا جارہا ہے۔ احتجاجی جلسہ کی مختصر رپورٹ، دیگر سیاسی جماعتوں کے قائدین کے خطابات اور شہدائے ماڈل ٹائون کی یادگار کی افتتاحی تقریب کا مختصر احوال بھی زیر نظر رپورٹ میں شامل ہے۔

’’میں آج پاکستان عوامی تحریک کے ہزار ہا کارکنان کو اور جملہ قائدین کو مبارک باد پیش کرتا ہوں جنہوں نے شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یاد میں حصول انصاف، حصول قصاص کے لئے ایک عظیم الشان احتجاجی مظاہرہ کیا ہے اور اپنے اس عظیم عزم کو دہرایا ہے کہ ہم ماڈل ٹاؤن کے شہیدوں کا خون رائیگاں نہیں جانے دیں گے اور ان شا اللہ تعالیٰ حصولِ انصاف اور حصولِ قصاص کی قانونی جنگ پر امن طریقے سے جاری رکھیں گے۔

آج ملک ایک ایسے مقام پر کھڑا ہے جہاں ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ہمیں اس ملک میں ظلم و جبر، قتل و غارت گری، دہشت گردی، کرپشن اور لوٹ مار کے نظام کو جاری رکھنا ہے یا اس سے نجات حاصل کرنی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ 23 دسمبر 2012ء لاہور میں مینار پاکستان میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا تھا، وہ پاکستان کی تاریخ کے سب سے بڑے ایک دو جلسوں میں سے ایک جلسہ تھا اور عظیم تاریخی اجتماع تھا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے میں نے اس بات پر زور دیا تھا کہ اگر ہم اس ملک میں آئین وقانون کی بالا دستی چاہتے ہیں، جان و مال، عزتوں کا تحفظ، حقیقی انصاف، حقیقی جمہوریت اور کرپشن کا خاتمہ چاہتے ہیں تو ہمیں آئین پاکستان کے آرٹیکل 62 اور 63 کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ نافذ کرنا ہوگا اور ملک میں رائج انتخابی نظام کو بدلنا ہوگا۔ اس انتخابی نظام میں انقلابی اصلاحات کرنا ہوں گی اور انقلابی اصلاحات کرنے سے قبل بہت کڑا، سخت اور بے رحم احتساب کرنا ہوگا تاکہ اس نظام کی کرپشن سے تطہیر ہو سکے اور آئین کی روح کے مطابق ہم ایک ایسا معاشرہ وجود میں لاسکیں جو قائداعظم کی امنگوں اور

قیامِ پاکستان کے بنیادی نظریہ کے عین مطابق ہو۔

بعد ازاں اسی کے تحت ہم نے جنوری 2013ء میں لانگ مارچ کیا تھا اور 5دن اسلام آباد میں دھرنا دیا تھا۔آپ کو یاد ہوگا کہ پورے 5دن پوری قوم کو پہلی مرتبہ جھنجھوڑ کر دو باتیں کہی تھیں:

i۔ آئین کے آرٹیکل 62، 63 کا نفاذ اور اس ملک میں کڑا احتساب۔

ii۔ انقلابی نوعیت کی انتخابی اصلاحات ناگزیر ہیں

iii۔ پھر اس سلسلے میں ہم سپریم کورٹ تک بھی گئے تھے اور کہا تھا کہ آئین کے آرٹیکل 62، 63 کے ذریعے کرپٹ عناصر کا احتساب کیا جاسکتا ہے اور انہیں پاکستان کی سیاست سے بے دخل کیا جا سکتا ہے۔ یہ سبق میں نے پوری قوم کے کروڑوں افراد کو پڑھایا اور ہر خاص و عام کی زبان پر یہ الفاظ تھے کہ آرٹیکل 62، 63 پر عمل کیا جائے۔اگر اس وقت آرٹیکل 62، 63 کو نافذ کردیا گیا ہوتا اور سپریم کورٹ میری درخواست کو منظور کر لیتی تو آج قوم کو یہ دن دیکھنے نہ پڑتے اور یہ گھناؤنے کردار جو پانامہ لیکس کی صورت میں سامنے آئے ہیں، انجام کو پہنچ چکے ہوتے۔

اس جے آئی ٹی کے بارے میں میرے کچھ تحفظات تھے، مجھے کسی خیر کی توقع نہیں تھی، میں سمجھتا تھا کہ یہ نون لیگ کا الیکشن سیل ہے اوراس کے آئندہ کے انتخابات کا ایک منشور تیار ہو رہا ہے۔ میرا یہ خیال سابقہ تجربات ،مشاہدات اور سابقہ تاریخ کی روشنی میں تھا کہ کبھی بھی جرات مندانہ فائنڈنگز نہیں آئیں گی۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میرا تجزیہ پہلی بار غلط ثابت ہوا اور جے آئی ٹی کی رپورٹ نے میرے اندازوں اور تجزیے کے برعکس اس گھناؤنے، کرپٹ عناصر کے چہرے کو بے نقاب کردیا ہے۔ میں اس موقع پر جے آئی ٹی کے اراکین کوصمیم قلب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں ان کی جرأت ، عرق ریزی اوران کی بے پناہ محنت کے نتیجہ میں جوشاندار تحقیقاتی رپورٹ پیش ہوئی اس پر انہیں مبارک باد دیتا ہوں ۔ یہ کام ناقابل فہم حد تک مشکل تھا، جس کی توقع نہیں کی جارہی تھی لیکن اللہ نے انہیں توفیق دی اور یہ کرگزرے۔

شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یادگار قائم، سربراہ عوامی تحریک نے 30 جون کو دیگر سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کے ہمراہ پھولوں کی چادریں چڑھائیں

اب اس کے بعد اگلا مرحلہ سپریم کورٹ کے فیصلے کا ہے۔ جوسمت جے آئی ٹی کی رپورٹ نے متعین کردی ہے اگر فیصلہ اس سمت کے مطابق ہوجاتا ہے تو پھر یہ اس ملک میں کرپشن کے خاتمے کی طرف ایک اہم پیش رفت ہوسکتی ہے مگر دوسری سمت میں یہ بھی سن رہا ہوں کہ صرف نواز شریف صاحب برطرف ہو جائیں اور یہ نظام چلتا رہے۔ میری سمجھ سے بالا تر ہے اگرنواز شریف چلے جاتے ہیں اور انہی کا نامزد کیا ہوا کوئی آدمی ٹیک اوور کر لیتا ہے تو پھر اس کا مطلب ہے کہ کرپٹ نظام کا فرنٹ مین بدلا مگر کرپشن کے نظام کا تسلسل برقرار ہے۔تو کیا ملک بار بار ایسے حادثات کا متحمل ہوسکتا ہے کہ ملک سالہا سال لٹ جانے کے بعد پھر کسی نئے پاناما لیکس کا انتظار کریگا پھر سپریم کورٹ کسی نئے کیس کی سماعت کریگی اور پھر کوئی نئی جے آئی ٹی بنے گی پھر اس کی فائنڈنگز آئیں گی اور اس کے نتیجے میں پھر ایک اور نواز شریف برطرف ہوگا؟ اور نظام اسی طرح تسلسل کے ساتھ جاری رہے گا؟ ایسی صورت ہوتی ہے تو اللہ نہ کرے اس میں ملک کا کوئی مستقبل نہیں ہے۔

ہم نے دیکھا کہ نواز شریف نے اس کرپٹ نظام کوجنم دیا اور کرپٹ نظام نے نواز شریف کوتحفظ دیا، یہ دونوں آپس میں لازم و ملزوم ہیں۔ اب کڑا احتساب ہونا چاہیے،ہر اس شخص کا احتساب ہونا چاہیے جو اقتدار میں رہا، پارلیمنٹ کاممبر رہا۔ ان سب سے عالیشان محلات، فارم ہاؤسز، اندرون بیرون ملک کاروباری کمپنیوں، بنک بیلنس، عالیشان رہن سہن کی منی ٹریل مانگی جائے، اس احتساب میں سابق و حاضر بیوروکریٹس بھی شامل کیے جائیں اور پارلیمنٹ کا نمائندہ بننے کے لئے آگے جو تیار ہیں انہیں بھی اس مرحلہ سے گزارا جائے۔آرٹیکل 62، 63 کے مطابق اسی طرح جے آئی ٹی قائم کر کے فرداً فرداً سب کا احتساب ہونا چاہیے۔

اس نظام کی اس طرح کی تطہیر کی ضرورت ہے تا کہ ملک کے اندر جمہوریت حقیقی معنوں میں بحال ہو، ملک میں آئین اور اداروں کی بالا دستی ہو، افراد کی بالا دستی نہ ہو۔ اگر افراد بدلتے رہے اور کرپشن پر مبنی نظام جوں کا توں برقرار رہا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ پھر یہ نظام کبھی بھی اداروں کو مضبوط اور مستحکم نہیں ہونے دے گا۔ اسی طرح کے حادثات ہوتے رہیں گے اور قوم ہوا میں معلق رہے گی، اس کا کوئی مستقبل نہیں ہوگا۔ یہ لمحہ غنیمت ہے، اس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ جے آئی ٹی نے کسی فرد کو نہیں بلکہ پورے نظام کو ننگا کر دیا ہے، اداروں کا کردار بھی ننگا ہوا ہے، کئی دہائیوں سے یہ کیس ان کے خلاف چلتے رہے، انہی اداروں سے انہوں نے سٹے آرڈر لیے، انہی اداروں پر اپنی مرضی کے افسران مسلط کیے، انہیں اداروں نے لکھ کر دیا کہ ہم ان کے پانامہ کیس کی کرپشن کی تحقیقات نہیں

اداروں کے اندر احتساب کا خود کار نظام ہونا چاہیے، حقیقی جمہوریت میں آئین و قانون، افراد سے بالاتر ہوتے ہیں، ایسا نظام چاہیے جسے فرد واحد یرغمال نہ بنا سکے

کر سکتے، یہی ادارے جن کے بارے میں جے آئی ٹی نے کہا کہ ان کے ساتھ پورا تعاون نہیں کیا گیا۔

یہ ایک فرد کی کرپشن نہیں بلکہ پورا ایک نظام ہے، یہ کرپشن بیسڈ ایک کلچر ہے، اس موقع سے فائدہ اٹھا کر ہمیں اس کرپٹ سسٹم کو ختم کرنا ہوگا اور ہر اس شخص کو جو اس کرپٹ سسٹم کا سہولت کار ہے اسے اٹھا کر جیلوں میں پھینکنا ہوگا۔ کڑے احتساب کے ذریعے ایک بہت بڑی تطہیر کی ضرورت ہے تا کہ آئین اپنی حقیقی روح کے ساتھ بحال ہو اور قانون کی حقیقی بالا دستی قائم ہو، اس ملک میں عدل و انصاف کا راج قائم ہو، ادارے اپنے اندر خود احتسابی کا نظام وضع کر سکیں اور ایسے لوگوں کا کڑا احتساب کریں تا کہ دوبارہ ملک کو لوٹنے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے۔

پانامہ لیکس نواز شریف اور اس کے خاندان کی کرپشن کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔ لندن فلیٹس جو پانامہ لیکس کی صورت میں پکڑے گئے، اس ایک قطرے کو بے نقاب کرنے میں سوا سال لگ گیا اور قوم کا وقت ضائع ہوا، بلند ترین سطح کے اداروں کو اس تحقیق میں شامل ہونا پڑا، اس کے باوجود یہ ابھی صرف بے نقاب ہوئے ہیں مگر ایکشن نہیں ہوا، اگر پورے سمندر کو بے نقاب کرنا ہوگا تو اس کا مطلب ہے صدیاں لگ جائینگی، سو نسلیں گزر جائینگی، تو کیا ملک اس لئے بنا ہے کہ سارے ادارے اسی کام پر لگے رہیں گے؟ اداروں کے اندر ایک جان اور شفافیت ہونی چاہیے تا کہ ایک فرد اداروں کو چیلنج نہ کر سکے۔ حقیقی جمہوریت خود احتسابی پر مبنی ہوتی ہے۔ حقیقی جمہوریت میں قانون، آئین اور ادارے بالا دست ہوتے ہیں۔ افراد آئین و قانون اور اداروں سے مرضی کے فیصلے نہیں لے سکتے۔ بڑے بڑے طاقتور حکمران بھی آئین و قانون اور اداروں کے سامنے کمزور ہو جاتے ہیں، اس نظام کو پاکستان میں نافذ کی ضرورت ہے۔ پانامہ کیس کے نتیجہ میں جو تحقیقات آئی ہیں، اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا یہ لوگ برطرف ہوں گے اور جیل میں جائیں گے مگر اس نظام کو ختم کرنے کی ضرورت ہے تا کہ آئندہ لوٹ مار نہ ہو سکے۔

اسی نظام کو چیلنج کرتے ہوئے ہم نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کے زخم سہے، حکومتی مظالم کا سامنا کیا اور کر رہے ہیں۔ اس باطل نظام کے خلاف ہمارے 23 کارکنوں نے جانیں دیں، ہمارا خون بہایا گیا، ہم نے 72 دن کا دھرنا دیا، ہزاروں کارکنوں کو حبس بے جا میں رکھا گیا، سینکڑوں پر دہشتگردی کے جھوٹے مقدمات درج ہوئے، ہم نے اس کرپٹ سسٹم کے خلاف قربانیاں دیں۔ آج کے دن تک ان شہیدوں کے خون کو انصاف نہیں مل سکا۔ ان کے ورثاء کو انصاف نہیں مل سکا، اگر نظام کے اندر شفافیت ہوتی اور اداروں کے اندر کوئی طاقت ہوتی تو 3 سال سے ماڈل ٹاؤن کے سانحہ کا انصاف لینے کے لئے در بدر دھکے نہ کھا رہے ہوتے۔ آج تک قاتلوں میں سے اصل منصوبہ ساز نواز شریف صاحب، شہباز شریف صاحب اور ان کے حواری وزراء کو طلب ہی نہیں کیا گیا۔ ہماری ایف آئی

جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک، سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ماسٹر مائنڈ گرفتار اور 3 سال سے انصاف کے منتظر شہداء کے ورثاء کے ساتھ انصاف کیا جائے

آر پر کاروائی نہیں کی گئی، اس لیے کہ ادارے ان کو طلب کرنے کی جرأت نہیں رکھتے اور 124 پولیس افسران جن کو طلب کیا گیا ان میں سے ایک شخص بھی جیل میں نہیں ہے، کوئی مفرور ہوگئے کچھ کو فرار کروا دیا گیا اور باقی سب کو ترقی دے کر اعلی عہدے دے دیئے گئے۔ یہ ہے اس ملک کا آئین، قانون، انصاف اور جمہوریت۔ کیا پاکستان کی تاریخ میں کوئی واقعہ ایسا رونما ہوا ہے جس میں 124 پولیس افسران کو دہشت گردی کے کیس میں عدالت طلب کرے اور ایک شخص کو بھی جیل نہ ہو ،انہیں ضمانتیں دینے اور کروانے کی بھی ضرورت نہیں ہے ۔جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ پبلک کروانے کے لئے ہم ہائی کورٹ میں بیٹھے ہیں اور سپریم کورٹ تک گئے ہوئے ہیں وہ پبلک نہیں ہورہی۔ آخر کوئی تو طاقتور فرد ہے جس نے یہ رپورٹ دبا رکھی ہے اور وہ قانون اور اداروں سے زیادہ طاقتور ہے۔ اگر صرف افراد بدلے اور نظام نہ بدلا تو پھر اس کا مطلب ہے پورا ملک اس طاقتور طبقے اور اشرافیہ کے ہاتھ میں اسی طرح یرغمال رہے گا غریب کو کبھی انصاف نہیں ملے گا۔

آپ دیکھئے کہ جے آئی ٹی جو پاناما لیکس پر سپریم کورٹ نے بنائی، یہ جے آئی ٹی غیر جانبدار بنی، اس کی رپورٹ پبلک بھی ہوگئی، اس کے ایک ایک لفظ کی سب کو خبر ہے، پوری دنیا کو آن لائن یہ رپورٹ میسر آ گئی مگر جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ آج تک پبلک نہیں ہوسکی اور ہم سپریم کورٹ سے بار بار مطالبہ کر چکے ہیں۔ میں آج بھی سپریم کورٹ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کو بھی اسی طرح پبلک کیا جائے جس طرح پانا مالیکس کی جے آئی ٹی کی رپورٹ بے نقاب ہوئی ۔جسٹس باقر نجفی کمیشن رپورٹ آخر پبلک کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ یہاں مال لوٹنے کی بات تھی، وہاں جانوں سے کھیلنے کی بات ہے، خون بہایا گیا ہے۔ لہذا وہ رپورٹ بھی پبلک کریں، جو ذمہ دار ہیں ان کو گرفتار کیا جائے، انہیں جیل بھیجا جائے اور ان کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے جو اس ملک میں عام قاتل کا ہوتا ہے۔ یہ لوگ قاتل بھی ہیں اور ڈاکو بھی ہیں۔ جو قانون عام دوسرے ڈاکو اور قاتل کے لئے ہے وہ ان قاتلوں اور ڈاکوؤں کے لئے کیوں نہیں ہے؟

ہم اس موقع پر قرارداد پیش کرتے ہیں:

۱۔ سپریم کورٹ آف پاکستان جسٹس باقر نجفی کمیشن کی رپورٹ کو پبلک کرے۔

۲۔ اس رپورٹ کی روشنی میں ملزموں کے خلاف کارروائی کی جائے۔

۳۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے ورثاء کی درج کروائی گئی ایف آئی آر پر کارروائی کی جائے، جو ایف آئی آر عدالت کے حکم اور سابق آرمی چیف کی مداخلت پر درج ہوئی تاکہ انصاف ہوسکے۔

۴۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ سپریم کورٹ سانحہ ماڈل ٹاؤن میں ملوث اور نامزد ان سارے ملزمان کو گرفتار کرنے کا حکم دے اور انہیں شامل تفتیش کرے۔

۵۔ تین سالوں سے شہیدوں کے جو ورثاء انصاف کے منتظر ہیں ان کو انصاف دلانے کیلئے مؤثر کاروائی کی جائے۔

۶۔ ان زخمیوں کو انصاف دلایا جائے، ان معذوروں کو انصاف دلایا جائے جو دھکے کھا رہے ہیں۔ انہیں قتل کرنے والے، انہیں زخمی کرنے والے، ان کے جان و مال پر ڈاکہ زنی کرنے والے طاقتور حکمران دندناتے پھر رہے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح پانامہ کیس میں ایک آزاد جے آئی ٹی نے اپنی تحقیقاتی رپورٹ دی ہے اس سے ملک کے ایک بہتر مستقبل کا راستہ کھلتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک اور کیس ماڈل ٹاؤن کے شہیدوں کا بھی انصاف کا منتظر ہے۔ سپریم کورٹ مظلوموں، محروموں، یتیموں اور بیواؤں کی آہوں کو سنے اور انہیں انصاف دلوانے کے لئے اپنا کردار ادا کرے۔ قوموں کے پاس یہ لمحے ہمیشہ نہیں آتے، کبھی کبھی آتے ہیں۔ پاناما کیس میں ان کی ڈاکہ زنی

اور ماڈل ٹاؤن میں ان کا قاتل ہونا بے نقاب ہوگیا۔ یہ ان کے دو بڑے گھناؤنے جرم ہیں، اس کے بعد بھی اگر ملکی ادارے اور قوم ان کو برقرار رکھتے ہیں یا ان کے قائم کردہ نظام کو برقرار رکھتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر پاکستان کے مستقبل کے بارے میں دعا ہی کی جاسکتی ہے۔ یہ لوگ، کرپٹ نظام اور پاکستان اکٹھے نہیں چل سکتے۔ ہمیں دو میں سے ایک کا انتخاب کرنا ہوگا۔

اس موقع پر میں پاکستان عوامی تحریک کے جملہ قائدین اور جملہ کارکنان کو اور تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کو جو ہمارے ساتھ اس احتجاج میں شریک ہوئے ہیں، مبارک باد بھی دیتا ہوں اور جملہ جماعتوں کے رہنماؤں اور کارکنان کی شرکت پر ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ میڈیا کے تمام اراکین اور پرنٹ میڈیا، الیکٹرونک میڈیا، فوٹو گرافرز اور باقی شرکا شہریوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے آج کے پورے احتجاج کو کور کیا اور میری آواز کو لوگوں تک پہنچایا۔ اللہ اس قوم کا حامی و ناصر ہو، مددگار ہو۔ وہ وقت جلد آئے جب ظلم کی اندھیری رات کا خاتمہ ہوگا اور عدل و انصاف کی بالادستی کا سویرا طلوع ہوگا۔

دیگر جماعتوں کے قائدین کا اظہارِ خیال

پاکستان عوامی تحریک کے احتجاجی جلسے سے پی پی پی کے سنیئر رہنما میاں منظور احمد وٹو، جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ، تحریک انصاف کے میاں محمود الرشید، چوہدری محمد سرور، سنی اتحاد کونسل کے صاحبزادہ حامد رضا، MQM پاکستان کے سینئر عتیق الرحمان، پی ایس پی کے بیرسٹر مختار احمد، غلام محی الدین ایوان، مسلم لیگ ق کے میاں محمد منیر، خرم نواز گنڈا پور، رفیق نجم، جواد حامد، ساجد بھٹی، افضل گجر، حافظ غلام فرید، میاں کاشف اور تنزیلہ امجد شہید کی بیٹی بسمہ نے بھی خطاب کیا۔

بسمہ نے کہا کہ میں ایک شہیدہ کی بیٹی کی نسبت سے اور مریم نواز کرپٹ باپ کی بیٹی کی نسبت سے تاریخ میں یاد رہے گی۔

میاں منظور احمد وٹو نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میاں نواز شریف، حسنی مبارک اور کرنل قذافی کی طرح اقتدار اپنی آئندہ نسلوں تک محدود رکھنا چاہتے ہیں، لیکن ان کا انجام بھی یاد رکھیں۔ ڈاکٹر طاہر القادری عالم اسلام کے عظیم سکالر ہیں، ان کے کارکنوں کو خون میں نہلانا بدترین ظلم ہے۔

میاں منظور احمد وٹو، لیاقت بلوچ، چودھری سرور، میاں محمود الرشید، صاحبزادہ حامد رضا، سینئر عتیق الرحمٰن، مختار احمد، میاں محمد منیر کا شہدائے کے ورثاء سے اظہار یکجہتی

میاں محمود الرشید نے کہا کہ میرا مطالبہ ہے کہ چیف جسٹس آف پاکستان سانحہ ماڈل ٹاؤن کیس اور اسکی ایف آئی آر پانامہ کیس کی تحقیقات کرنے والی جے آئی ٹی کے ممبران کے سپرد کریں۔ قوم گو نواز گو کے نعرے پر اکٹھی ہو چکی۔ یہ ماڈل ٹاؤن کیس پر پھانسیاں چڑھیں گے اور جسٹس باقر نجفی کمشن کی رپورٹ بھی جلد پبلک ہوگی۔

پی ٹی آئی رہنما چودھری محمد سرور نے کہا کہ جے آئی ٹی کے ویڈیو ریکارڈ کے ساتھ ساتھ جسٹس باقر نجفی کمشن کی رپورٹ کو بھی پبلک کیا جائے۔ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے مکمل انصاف تک ڈاکٹر طاہر القادری کے ساتھ کھڑے رہیں گے۔

جماعت اسلامی کے نائب امیر لیاقت بلوچ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ 17 جون آمرانہ ذہنیت کا وار تھا، اہل سیاست، اہل دین اس ظلم پر خاموش رہے تو پھر ظالموں کا ہاتھ کوئی نہیں روک سکے گا۔ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر طاہر القادری کو جانتا ہوں، انکا چھا انکے خاتمہ کا سبب بنے گا۔ 17 جون کے مظلوموں کی آہوں کی وجہ سے وزیراعظم اللہ کی گرفت میں ہیں۔ جے آئی ٹی نے حکمران خاندان کا ایم آر آئی اور ایکسرے کر دیا۔ حکمرانوں کے جرائم کی فہرست بڑی طویل ہے، کرپشن کی وجہ سے انہوں نے قومی سیاست کا شیرازہ بکھیر دیا۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کی راہ میں حکمران رکاوٹ ہیں۔

سنی اتحاد کونسل کے سربراہ صاحبزادہ حامد رضا نے کہا کہ

جسٹس باقر نجفی کمشن کی رپورٹ پبلک نہ ہوئی تو ڈاکٹر طاہر القادری کے کندھے سے کندھا ملا کر احتجاج کریں گے۔ یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے، سلطنت شریفیہ نہیں۔ انکی گردنوں پر لاتعداد مظلوموں کا خون ہے۔اشرافیہ گردنوں کا مقدر صرف پھانسی کے پھندے ہیں۔

ایم کیو ایم پاکستان کے سینئر عتیق الرحمان نے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری اور انکے جرات مند کارکنوں نے سانحہ ماڈل ٹاؤن کو دبنے نہیں دیا،انصاف ہو کر رہے گا، میں معزز ججز سے ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں جسٹس باقر نجفی کمشن کی رپورٹ کو پبلک کریں۔ انہوں نے ڈاکٹر طاہر القادری زندہ باد کے نعرے بھی لگوائے۔

غلام محی الدین دیوان نے کہا کہ پاکستانی قوم کا واسطہ بے ایمان حکمرانوں سے پڑا ہے جو پارلیمنٹ میں کھڑے ہو کر بھی جھوٹ بولتے ہیں۔

مجلس وحدت المسلمین کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل علامہ اقبال حسین نے کہا کہ عوام نے کرپٹ حکمران خاندان کو مسترد کر دیا ہے۔ یہ ریاستی اداروں پر حملوں کے منصوبے بنا رہے ہیں مگر یہ اپنے ناکام ارادوں میں کبھی کامیاب نہیں ہونگے۔ جسٹس باقر

2013ء میں سپریم کورٹ درخواست منظور کر لیتی تو قوم کو آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتے، جے آئی ٹی کی رپورٹ اندازے کے برعکس آئی، ممبران مبارکباد کے مستحق ہیں

نجفی کمشن رپورٹ پبلک کی جائے۔

پی ایس پی کے بیرسٹر مختیار احمد نے شہدائے ماڈل ٹاؤن کے انصاف کیلئے عوامی تحریک کے موقف کی حمایت کی۔

اس احتجاجی جلسہ میں خواتین کی بھرپور شرکت پر سیکرٹری جنرل خرم نواز گنڈاپور نے تمام سیاسی جماعتوں کے رہنماؤں کا شکریہ ادا کیا۔ ویمن لیگ، یوتھ لیگ کی اور ایم ایس ایم کی بھرپور نمائندگی پر اِن فورمز کے سربراہان اور ذمہ داران کو مبارک باد دی۔ رفیق نجم، جواد حامد، ساجد بھٹی نے شاندار طریقے سے سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دیئے۔

حقیقی جمہوریت خود احتسابی اور آئین، قانون اور اداروں کی بالادستی پر مبنی ہوتی ہے۔

تقریب رونمائی یادگارِ شہداء

30 جون کو قائدانقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے شہدائے انقلاب کی یادگار پر پھولوں کی چادر چڑھائی اور اس حوالے سے منعقدہ دعائیہ تقریب سے خصوصی خطاب بھی کیا۔ شہدائے ماڈل ٹاؤن کی یاد میں منعقدہ تقریب سے پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما قمر زمان کائرہ، میاں منظور احمد وٹو، اپوزیشن لیڈر میاں محمود الرشید، اعجاز چودھری، فردوس عاشق اعوان، بریگیڈیئر فاروق حمید، فیاض وڑائچ، بریگیڈیئر (ر) محمد مشتاق، بشارت جسپال، میاں منیر، علامہ سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، حافظ محمد علی یزدانی، پاسٹر سیموئل و دیگر رہنماؤں نے خصوصی طور پر شرکت کی ۔اس موقع پر مسیحی بھائیوں نے شہداء کی یاد میں شمعیں بھی روشن کیں۔

23 شہدائے انقلاب کی ایک یادگار منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے مرکزی دروازے پر قائم کی گئی ہے۔ یادگار شہداء پر شہداء انقلاب کے اسماء گرامی تنزیلہ امجد، شازیہ مرتضیٰ، محمد عمر صدیق، صوفی محمد اقبال، عاصم حسین، غلام رسول، حکیم صفدر علی، محمد شہباز اظہر، محمد رضوان خان، قاری خاور نوید، محمد آصف علی، رفیع اللہ نیازی، ڈاکٹر محمد الیاس، عبد المجید، شکیلہ بی بی، حمیرا امانت، سیف اللہ چٹھہ، ملک محمد یونس اعوان، ظہور احمد، رفیع اللہ، گلفام ولید بھٹی، محمد عزیز، محمد نوید رزاق بھی کنندہ کئے گئے ہیں۔

اس موقع پر قائد انقلاب ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس عزم کا اظہار کیا کہ سانحہ ماڈل ٹاؤن کے قاتلوں کو ریمنڈ ڈیوس نہیں بننے دینگے۔ جب تک سانس ہے شہداء کا قصاص مانگتے رہیں گے اور میری آئندہ نسلیں بھی قاتلوں سے قصاص مانگتی رہیں گی۔ ❁❁❁❁❁

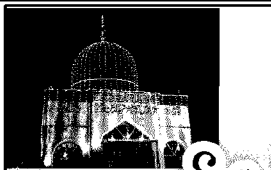

تقریبِ عرس حضرت فرید ملتؒ

زندگی میں کمال کیسے نصیب ہوتا ہے؟

سالانہ عرسِ مبارک کی تقریب سے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کا خطاب

رپورٹ: علامہ حافظ عبدالقدیر قادری

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے والد گرامی، محسن تحریک تحریکِ منہاج القرآن حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ کا 44 واں سالانہ عرس مبارک 11 جولائی 2017ء کو جھنگ میں منعقد ہوا۔ عرس تقریبات محترم صاحبزادہ صبغت اللہ قادری (متولی دربار حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادری رحمۃ اللہ علیہ) کی زیرصدارت اور محترم علامہ حافظ عبدالقدیر قادری (ڈائریکٹر دارالعلوم فریدیہ) کی زیرنگرانی منعقد ہوئیں۔ منہاج القرآن کے صدر ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے عرس کی مرکزی تقریب میں خصوصی شرکت کی اور خطاب کیا۔

حضرت فرید ملتؒ کے عرس کی مرکزی تقریب میں ڈائریکٹر ایڈمن و اجتماعات محترم محمد جواد حامد کی زیر قیادت مرکزی قائدین کے وفد نے بھی شرکت کی۔ محترم عدنان جاوید (ڈائریکٹر فنانس)، امیر لاہور محترم حافظ غلام فرید، منہاج القرآن فیصل آباد کے امیر محترم سید ہدایت رسول شاہ قادری، محترم محمد رفیق نجم، محترم سید امجد علی شاہ، افغانستان سے محترم درویش بابا اور محترم اشتیاق حنیف مغل بھی مہمانوں میں شامل تھے۔ علماء و مشائخ اور منہاج القرآن جھنگ کے عہدیدار و کارکنان بھی عرس تقریبات میں شریک ہوئے۔

عرس تقریبات کا باقاعدہ آغاز متولی دربار عالیہ صاحبزادہ صبغت اللہ قادری نے مزار پر چادر پوشی سے کیا۔ اس موقع پر درود وسلام پڑھا گیا جبکہ فاتحہ خوانی بھی ہوئی۔

عرس کی مرکزی تقریب کا آغاز تلاوت ونعت سے ہوا۔ تلاوت کی سعادت محترم قاری نور احمد چشتی اور ننھے منے قاری محترم محمد فہیم نے حاصل کی۔ نعت رسولِ مقبول ﷺ کی سعادت فریدی نعت کونسل، صابر کمال وٹو، صاحبزادہ افتخارالحسن، شکیل احمد طاہر، خورشید احمد خورشیدی، علامہ ذیشان بیگ نے حاصل کی۔ جبکہ محترم عطاء المصطفیٰ نے منقبت حضرت فرید ملتؒ پیش کی۔

استقبالیہ کلمات محترم صاحبزادہ عمر مصطفیٰ نے پیش کئے اور حضرت فرید ملت کی شخصیت و کردار پر روشنی ڈالی۔

محترم شہزاد برادران نے حمدیہ کلام اور صوفیانہ کلام پیش کیا۔ محترم سید ہدایت رسول شاہ نے محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کو دعوتِ خطاب دی۔

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری نے ''اولیاء اللہ اور فیض معرفت'' کے موضوع پر خطاب فرماتے ہوئے حضرت فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کی زندگی کے چند گوشوں کو بیان کرتے ہوئے انہیں مشعل راہ قرار دیا۔ انہوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اللہ رب العزت نے ہمیں جو حیات عطا فرمائی وہ دیکھنے میں ہم تمام میں ایک جیسی ہے جس کو ہم زندگی کہتے ہیں۔ وہ زندگی جو دیکھنے میں ایک نظر آتی ہے درحقیقت اللہ رب العزت نے اسی ایک جسم میں تین طرح کی زندگیاں داخل فرمائیں۔ دیکھنے میں یہ ایک حیات/ زندگی ہے مگر اپنے اندر تین پہلو رکھتی ہے۔ یہ تینوں طرح کی حیات جب جمع ہوتی ہے تو انسان انسانِ کامل بن جاتا ہے۔ جب تک یہ تین طرح کی حیات اپنے عروج پر نہ پہنچے تو کوئی نہ کوئی نقص اس کے کمال میں رہ جاتا ہے۔ وہ تین طرح کی حیات/ زندگی یہ ہے:

۱۔ حیاتِ جسدی: یہ ظاہری جسم سے وابستہ ہے۔
۲۔ حیاتِ روحی: یہ ہماری روح سے وابستہ ہے۔
۳۔ حیاتِ شعوری

اگر حیات ایک ہوتی تو خوراک بھی ایک سی ہوتی۔ ان تینوں زندگیوں کی خوراک جدا جدا ہے۔ اس لئے یہ زندگیاں بھی جدا جدا ہیں۔

حیاتِ جسدی، حیاتِ روحی اور حیاتِ شعوری میں توازن ہی ولایتِ کاملہ کی علامت ہے۔

حیاتِ جسدی/ جسمانی کی خوراک دنیاوی چیزیں ہیں جن کے ذریعے ہم اچھے مستقبل و حال کے لئے کوشاں رہتے ہیں مثلاً کھانا، پینا، رہائش، لباس، روزگار، کاروبار وغیرہ۔ گویا جو کچھ اس جسم کی خاطر کرتے پھرتے ہیں، یہ تمام حیاتِ جسدی کی خوراک ہے۔

حیاتِ شعوری کی خوراک علم اور تجربہ ہے۔ اس سے شعوری حیات پروان چڑھتی ہے۔

حیاتِ روحی کی خوراک شب بیداریاں، گریہ و زاریاں، مناجات، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو منانے کی تڑپ، ذکر و اذکار، عبادات اور نیک اعمال ہیں۔

ایک ہی جسم میں ایک ہی زندگی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تین طرح کی حیات تو وابستہ کردی ہیں مگر ان تینوں کے تقاضے ایک دوسرے سے یکسر متصادم ہیں۔ جو چیز جسدی حیات کو چاہئے، روحی حیات اس کو رد کرتی ہے اور جو تقاضا روحی حیات کا ہے وہ جسدی حیات کے لئے نہیں ہے۔ اسی طرح جو شے شعوری حیات مانگتی ہے، اس میں جسدی اور روحی حیات کو دلچسپی نہیں ہوتی۔ گویا تینوں حیات کے ذوق اور خوراک متصادم ہیں۔

انسان کے باطن میں زندگی کے ان تینوں پہلوؤں کے حوالے سے ایک میدانِ جنگ برپا ہے، جو ان تینوں حیات میں توازن قائم کرلیتا ہے اسے مردِ کامل اور ولی کامل کہتے ہیں اور جو کسی ایک حیات کے ہاتھوں زیر ہوجاتا ہے، اس کے کمال میں نقص رہ جاتا ہے۔

صوفیاء، اولیاء، صالحین کی زندگیوں کا مطالعہ کریں تو یہ چیز سامنے آتی ہے کہ کسی کی زندگی پر حیاتِ روحی کا غلبہ زیادہ تھا، کسی کی زندگی پر حیاتِ شعوری کا غلبہ زیادہ تھا۔ جس پر حیاتِ روحی کا غلبہ ہوگیا، اس نے فقر کو اپنالیا اور حیاتِ جسدی اور حیاتِ شعوری پر توجہ کم کردی۔ انہوں نے بھی اللہ کا رستہ پالیا، اس لئے کہ جو بھی محبت سے اس کو پانے کے ارادے سے سفر کرتا ہے، وہ اسے مل جاتا ہے لیکن ملتا اس کے مقام کے مطابق ہے۔

کچھ لوگ ایسے ہوئے جنہیں علماء ربانیین کہا گیا، ان پر حیاتِ شعوری غالب آگئی۔ انہوں نے درس و تدریس کا معاملہ اپنالیا، ادارے بنائے، علمی و فکری کام کئے، دعوتی امور سرانجام دیئے۔ ان کا رجحان روحی حیات کی طرف کم ہوگیا۔

اس معاشرے میں تیسرا طبقہ بھی ہوا جس نے معاشرے کی بہتری کے لئے روحی اور شعوری حیات کے بجائے جسدی حیات کو اہم قرار دیا اور بڑی بڑی تنظیمیں بنائیں، جماعتیں بنائیں مدارس بنائے، انہوں نے روحی حیات کے تقاضے یکسر چھوڑ دیئے، بعد ازاں آہستہ آہستہ شعوری حیات سے بھی روگردانی کرنے لگے اور فقط دنیا اور جسدی حیات کے تقاضے پورے کرنے لگے۔ ان کی زندگیوں میں بھی نقص رہ گیا اور وہ کمال پر نہ پہنچ پائے۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کیوں کہا گیا کہ جس پر کسی ایک حیات کا غلبہ تھا، اس میں نقص تھا، وہ کامل نہ ہوا۔ اس لئے کہ کامل وہ ہے جسے خدا اور مصطفیٰ ﷺ نے اپنا دوست چنا۔ کامل وہ ہے جو اس زمانے میں صحیح معنوں میں حضور نبی اکرم ﷺ کا نائب و خلیفہ بننے کا اہل ہوا۔ اگر حضور ﷺ کی ذات کی طرف دیکھیں تو آپ ﷺ کی ذات مبارکہ پر کسی ایک رنگ کا غلبہ نظر نہیں آتا بلکہ ہر جہت میں کمال نظر آتا ہے۔ سیاست، علم شریعت، تصوف، فقر، معیشت، معاشرت، الغرض ہر حوالے سے کمال نظر آتا ہے۔

ولایت میں چھوٹا وہ ہے جو بہک جائے اور ہوش گنوا بیٹھے جبکہ بڑا وہ ہے جو بہکے ہوؤں کو بھی سنبھال لے

لہٰذا معلوم ہوا کہ جو بھی حضور ﷺ کا نائب ہوگا وہ بھی حیاتِ جسدی حیاتِ روحی اور حیاتِ شعوری میں توازن کا حامل ہوگا۔

صوفیاء کہتے ہیں کہ وہ اولیاء جن پر اوائل دور میں ہی سکر غالب آجائے وہ تصوف میں اونچے درجے پر فائز نہیں ہوتے۔ اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں اونچا درجہ اس کا ہے جو اعلیٰ درجہ و مقام پر فائز ہو مگر ہر چیز اس کی نگاہ میں ہو اور وہ اپنے ہوش کو قائم رکھتے ہوئے معاشرے میں بھی اپنا اصلاحی، فکری کردار ادا کرتا نظر آئے۔ جو جتنا اپنے ہوش پر قابو رکھتا ہو، وہ اپنے مقام میں اتنا بڑا ہے۔

افسوس! ہم نے تصوف اور ولایت کی تعریف ہی الگ بنا رکھی ہے۔ جو معاشرے میں بیٹھ کر عجیب عجیب حرکات کرے، مدہوشی اس کے حلیے سے نظر آئے، وہ اللہ والا اور صالح تو ہوسکتا ہے مگر کامل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ کمال ہوش میں ہے۔ تاجدارِ کائنات ﷺ بھی معراج کی رات خدا کے دیدار میں مگن تھے مگر وہاں بھی حضور ﷺ کو امت کا ہوش باقی تھا اور پھر امت کی خاطر واپس لوٹ آئے۔ اس مقام اور وہاں موجود تجلیات و فیوضات کا تقاضا تھا کہ وہیں رک جاتے مگر ہوش مندی کا تقاضا تھا کہ امت میں واپس آیا جائے اور امت کی نجات اور اصلاح کا سامان پیدا کیا جائے۔ معلوم ہوا بڑا مقام مدہوشی نہیں ہے بلکہ بڑا مقام ہوش مندی ہے۔

گویا ولایت میں چھوٹا وہ ہے جو بہک جائے، ہوش گنوا

انا للہ وانا الیہ راجعون

گذشتہ ماہ محترم علامہ حافظ عبدالقدیر قادری (ڈائریکٹر دارالعلوم فریدیہ قادریہ جھنگ) کی والدہ محترمہ، محترم راجہ عبدالرحمٰن (مرکزی سٹاک ٹیکنگ آفیسر) کی والدہ محترمہ، محترم حاجی نذیر احمد (کوٹلہ اربعلی) کا بھانجا، محترم مرزا جلیل الرحمٰن (کوٹلہ اربعلی) کے والد، محترم ملک ثناء اللہ (سیالکوٹ) کے والد، محترم میاں غلام مصطفیٰ (سیالکوٹ) کا بھتیجا، محترم محمد یونس قادری (سیالکوٹ) کے سسر، محترم جام سلطان احمد (خان پور) کی والدہ، محترم حاجی محمد منیر (گوجر خان)، محترم دوست محمد (چنیوٹ) کے بہنوئی، محترم نادر علی انصاری (کراچی) کے والد، محترم پروفیسر عبدالستار شاکر (سابق امیر تحریک تحصیل مریدکے) کی ہمشیرہ اور محترم محمد فارض (پرنسپل جیلانی سکول) کی والدہ (مریدکے)، محترم مولانا محمد حنیف فاروقی (خطیب اعظم لالیاں)، محترم زاہد عامر لالی (ناظم UC جبانہ لالیاں) کے والد امیر بخش لالی اور پھوپھو، محترم محمد شبیر بھٹی (بجن۔ کوٹ مومن) کی والدہ، محترم محمد اسلم کچھی (بجن۔ کوٹ مومن) کی والدہ، محترم حافظ شہباز حسین عثمانی (بہک لڑکا۔ کوٹ مومن) کے نانا، محترم حافظ ثناء اللہ (کوٹ مومن) کی والدہ، محترم ظل حسنین ہنجرا (ناظم تحریک تحصیل کوٹ مومن) کی خالہ زاد بہن، محترم حافظ محمد عثمان سہروردی (کوٹ مومن) کی والدہ، محترم محمد اشرف بھٹی (نواں کوں۔ کوٹ مومن) کے والد، محترم ماسٹر محمد ریاض شاہد (کوٹ مومن)، محترم حاجی ذوالفقار علی بھٹی (کوٹ مومن)، محترم ملک محمد عرفان (بجن۔ کوٹ مومن) کی نانی، محترم چوہدری بابر علی (فنانس سیکرٹری سنٹرل پنجاب) کی والدہ، محترم ڈاکٹر احمد خان چدھڑ (کوٹ بیلہ پنڈی بھٹیاں) کی والدہ، محترم محمد اشرف سیال (سیال موڑ) کے والد، محترم غلام مصطفیٰ بٹ (پی پی 135 نارووال) کی اہلیہ، محترم میاں امجد علی قادری (فیصل آباد) کی ہمشیرہ، محترم محمد آصف حجازی (ضلع امیر جھنگ) کے ماموں، محترم حاجی طفیل رضا (گڑھ موڑ) کے والد، محترم رانا محمد نسیم قادری (جھنگ) کے والد، محترم سید حسنات شاہ (چنیوٹ) کی والدہ، محترم مقبول حیدر ہرل (لالیاں) کے چچا جان، محترم محمد اسلام ہرل (لالیاں) کے والد، محترم جمشید کلوکا (لالیاں) کی بیٹی، محترم خالد محمود منہاجین (ناظم شیخوپورہ) کے دادا سسر، محترم علامہ محمد اکبر (اجنیانوالہ) کے دادا جان، محترم چاند بٹ (مریدکے) کی ہمشیرہ اور محترم نور حیات نون (برج مستی پنڈی بھٹیاں) کے تایا جان قضائے الٰہی سے انتقال فرماگئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرکزی سیکرٹریٹ اور گوشہ درود میں موجود احباب نے جملہ مرحومین کی مغفرت و بخشش کے لئے خصوصی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل اور اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

بیٹھے اور بڑا وہ ہے جو بہکوں ہوؤں کو بھی سنبھال لے۔ جو خود بہکا ہوا ہو وہ کسی کو کیا سنبھالے گا۔ کیفیت اور حال کا کسی پر سوار ہونا چھوٹی بات ہے۔ مرد وہ ہے جو خود حال اور کیفیات پر سواری کرے، نہ کہ اس پر ایسی کیفیت و حال طاری ہو کہ وہ ہوش ہی گنوا بیٹھے۔

حضرت فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادری کے مقام کا اس بات سے ہی پتہ چل جاتا ہے کہ آپؒ کتنے بڑے ہوش مند تھے کہ جن کی تربیت نے شیخ الاسلام جیسا ہوش مند امت کو عطا کردیا۔ آپؒ حال، مقام اور کیفیات پر سواری کرنے والے تھے۔ اسی وجہ سے ہم انہیں محسنِ تحریک منہاج القرآن کہتے ہیں۔

جب کسی انسان کے کمال کو پرکھنا ہو تو حیات کے اِن تین پہلوؤں حیاتِ جسدی، حیاتِ روحی اور حیاتِ شعوری کے حوالے سے دیکھو۔ اگر پورا اترے تو جان لو کہ کامل ہے اور اگر نہ اترے تو یہ نہ سمجھو کہ اللہ والا نہیں ہے، وہ اللہ والا ہے مگر کمال درجے پر فائز نہیں ہے۔ حضرت فرید ملتؒ کی شخصیت اِن تینوں پہلوؤں کے حوالے سے کمال پر موجود تھی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی شخصیت اور خدمات پر بھی اگر نظر دوڑائی جائے تو آپ کی شخصیت اور خدمات کا دائرہ کار حیاتِ جسدی، حیاتِ روحی اور حیاتِ شعوری کو محیط ہے۔ شیخ الاسلام جیسی شخصیت ہمیں حضرت فرید ملتؒ کے واسطے سے عطا ہوئی۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری فرید ملت کی تربیت کا کامل نمونہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرتِ فرید ملتؒ کے درجات کو بلند فرمائے اور ہمیں ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تحریک منہاج القرآن کے مشن پر استقامت سے کاربند ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

عرس تقریب کا اختتام محفلِ ذکر اور محترم صبغت اللہ قادری کی اختتامی دعا سے ہوا۔ عرس تقریبات کے انتظامات میں ڈائریکٹر دارالعلوم فریدیہ قادریہ جھنگ محترم علامہ حافظ عبدالقدیر قادری اور ان کی ٹیم نے اہم کردار ادا کیا۔

❁❁❁❁❁

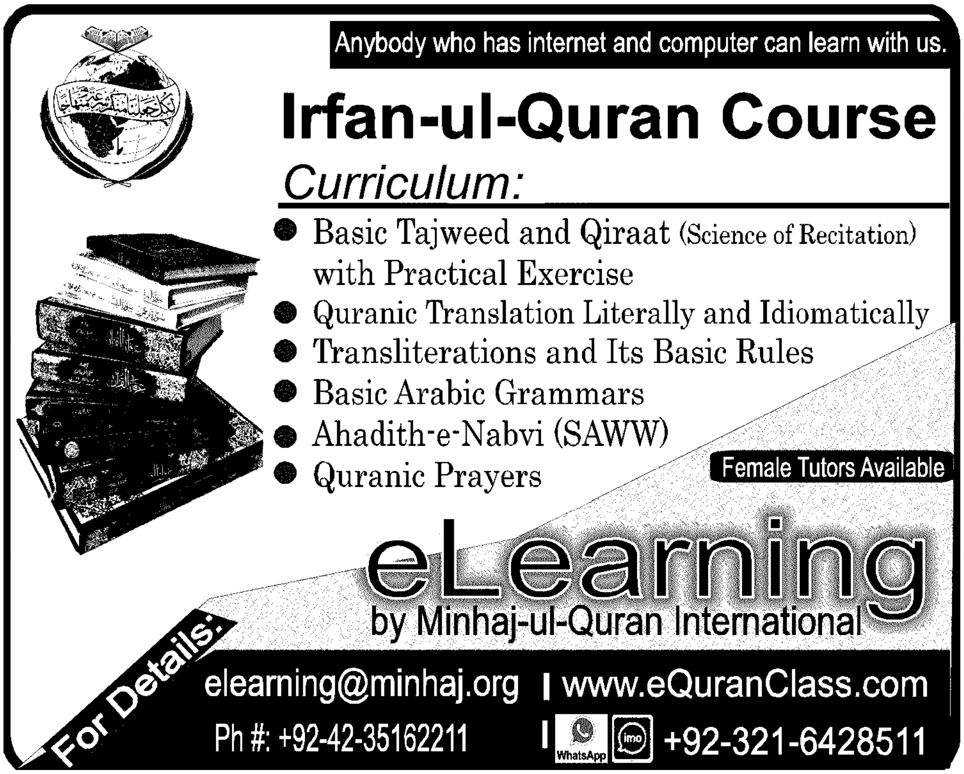

شہداء ماڈل ٹاؤن کے انصاف بشکل قصاص کیلئے ''عوامی احتجاج'' (مال روڈ لاہور)

تقریب عرس حضرت فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
AUG-2017
LAHORE
Regd CPL No.41

زیر سرپرستی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری
زیر نگرانی ڈاکٹر حسن محی الدین قادری

میٹرک اور ایف اے پاس طلبہ و طالبات کیلئے

داخلہ جاری ہے

پروگرامز

علوم شریعہ	علوم عصریہ	سپیشل کورسز
الشهادة الثانوية الشهادة العالية الشهادة العالمية	F.A, ICS, I.COM B.S Islamic Studies, Arabic English with shariah (Specilization Islamic Banking & Finance)	Computer Courses English, Arabic Language Islamic Training Course

M.Phil Islamic Studies, Arabic, **Islamic Banking**, Ph.D Islamic Studies, Arabic

نمایاں خصوصیات

- فارن کوالیفائیڈ فیکلٹی
- جدید وقدیم علوم کا حسین امتزاج
- اخلاقی وروحانی تربیت پر خصوصی توجہ
- سپورٹس کی بہترین سہولیات
- قرات، نعت، تقریر وتحریر پر خصوصی توجہ
- بہترین کمپیوٹر لیب و لائبریری
- پاکستان وبیرون ممالک تقرری کے مواقع
- ازہر یونیورسٹی (مصر) میں سکالرشپ کے مواقع

اعزازات

- لاہور بورڈ 2014ء میں پہلی پوزیشن
- F.A۔2013 آرٹس (لاہور بورڈ) میں تیسری پوزیشن
- پنجاب پبلک سروس کمیشن عربیک سیشن 2012ء پنجاب بھر میں پہلی پوزیشن
- پنجاب پبلک سروس کمیشن سیشن 2011ء بہاولپور ڈویژن میں پہلی پوزیشن

کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز
365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور
042-35166991,35171651
0321/314-4880009

منہاج کالج برائے خواتین
نزد ہمدرد چوک ٹاؤن شپ لاہور
042-35111013, 35116784